ابنِ صفی
45
عمران سیریز
IMRAN SERIES
X2
CK PRODUCTIONS QUETTA
سہ رنگا شعلہ

عمران سیریز نمبر 45

سہ رنگا شعلہ

(دوسرا حصہ)

پیشرس

"سہ رنگا شعلہ" ملاحظہ فرمایئے۔ سلسلے کی کتاب تھی اس لئے کوشش یہی تھی کہ تاخیر نہ ہونے پائے۔ بہر حال کہانی کی طوالت ہی کی بناء پر میں خود بھی اسے دو حصوں پر مشتمل سمجھتا رہا تھا لیکن اسے کیا کیا جائے کہ بات سے بات نکل ہی آئی...... ویسے یقین کیجئے کہ جتنی پھرتی سے یہ ناول پیش کیا جارہا ہے ویسی ہی تیزی آپ کو خاص نمبر کی اشاعت کے سلسلے میں بھی نظر آئے گی۔

میں جانتا ہوں کہ آپ ایک بار پھر مجھ پر خفا ہوں گے لیکن آپ ہی بتایئے دشواری یہ تھی کہ سہ رنگا شعلہ کی قیمت کا اعلان پہلے ہی کیا جاچکا تھا۔ ورنہ میں اس کتاب کو زیادہ ضخیم بنا کر پیش کرتا اور بات یہیں ختم ہو جاتی۔

بہر حال ایک بار اور خفا ہولیجئے! زندگی ہے تو آئندہ بھی اکثر خفا ہوتے رہیئے گا۔ بعض کہانیاں پھیل ہی جاتی ہیں کم صفحات میں سمیٹنے کی کوشش کی جاتی ہے تو حشر وہی ہوتا ہے جو "بلی چیختی ہے" کا ہوا تھا! اس کتاب کی اشاعت کے بعد لاتعداد خطوط موصول ہوئے تھے کہ میں نے اس کہانی کو ایک ہی جلد میں ختم کر کے زیادتی کی ہے اور اختصار کی بناء پر کہانی کوئی خاص اثر ذہن پر نہیں چھوڑتی۔

بہر حال! انہیں سب باتوں کے پیش نظر میں نے احتیاط برتنا ہی مناسب سمجھا ورنہ سمیٹ سماٹ کر یہ کہانی اس جلد میں بھی پوری ہو سکتی تھی۔

خاص نمبر میں یہ یقینی طور پر ختم ہو جائے گی اور اسے آپ بالکل "اپنی خاص الخاص" پسند کے مطابق پائیں گے۔

ایک بات اور۔ اس دوران میں مجھے مشرقی پاکستان سے ایک خط موصول ہوا تھا جس میں بہت زیادہ پریشانی کے اظہار کے ساتھ میری خیریت دریافت کی گئی! ہو سکتا ہے تین ماہ تک کوئی نئی کتاب نہ آنے کی بناء پر یہ فرض کر لیا گیا ہو کہ میں سفر آخرت پر روانہ ہو چکا ہوں۔

بھئی افواہوں پر کان نہ دھریئے۔ اب میں اتنا غیر معروف آدمی بھی نہیں ہوں کہ اخبارات میری موت کی خبر بھی چھاپنا پسند نہ کریں۔

عمران کا شکار ایک بار پھر بے ہوش ہو چکا تھا۔ وہ اس کو اسی حالت میں چھوڑ کر ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آ گیا۔

بلیک زیرو کو آپریشن روم میں طلب کر کے اسے ناموں اور پتوں والی لسٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارے اس مہمان کا نام نوئیل ڈیوڈ ہے۔ لسٹ میں جس نام کے نیچے نشان ہے اس پر خاص طور پر نظر رکھنی ہے اور اسے بھی ذہن میں رکھو یہ کیس فیاض کے محکمے کا نہیں.... اس کا تعلق سو فیصد ہم سے ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا جناب....!" بلیک زیرو نے جلدی جلدی پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"کیا نہیں سمجھے۔!"

"ہم سے کس طرح تعلق ہے....؟"

"یہ کسی دوسرے ملک کی سیکرٹ سروس کی سرگرمیاں ہیں....!"

"ہوں.... اُوں....!" بلیک زیرو کچھ سوچتا ہوا سر ہلا کر بولا۔ "میرا بھی یہی خیال تھا۔!"

عمران مزید کچھ کہے بغیر پھر ساؤنڈ پروف کمرے میں واپس آ گیا۔ ڈیوڈ اب بھی صوفے پر پڑا تھا۔ آنکھیں بند تھیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

عمران نے اسکے چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیئے۔ تین چار منٹ بعد وہ ہوش میں آ گیا۔

"میں بڑی نقاہت محسوس کر رہا ہوں۔ تھوڑی سی بران.... برانڈی.... اوہ.... اوہ....!" وہ نحیف آواز میں کراہنے لگا۔

"ابھی مل جائے گی۔!" عمران اس کا شانہ تھپکا کر بولا۔

"میں تم سے خائف نہیں ہوں سمجھے! میں نے تمہارے سامنے اپنی حماقت کا اعتراف کیا ہے اور اس کے بعد تم نے مجھے جتایا کہ تم بھی اسی تنظیم سے تعلق رکھتے ہو۔!"

"یہ غلط فہمی تمہیں کیونکر ہوئی کہ میں بھی اس تنظیم سے تعلق رکھتا ہوں۔!"

"کیا ہم نے کچھ دیر پہلے شناختی کوڈ ورڈ کا تبادلہ نہیں کیا تھا....؟"

عمران نے ایک بلند آہنگ قہقہہ لگایا اور دیر تک ہنستا رہا۔

"کیوں میرا مضحکہ اڑا رہے ہو....!" ڈیوڈ جھنجھلا کر بولا۔

"تمہاری اس مضحکہ خیز غلط فہمی پر ہنس رہا ہوں.... ارے میرے دوست تمہارے کوڈ ورڈ کے متعلق میری معلومات وسیع ہیں۔ ہو سکتا ہے تم خود اس سے واقف نہ ہو کہ کس مقصد کے لئے کام کر رہے ہو لیکن میں اچھی طرح جانتا ہوں۔!"

"تو تم.... یعنی کہ.... تم ان مہمل الفاظ کو اسی حیثیت سے جانتے تھے۔!"

"بالکل....!"

"تو اس کا مطلب ہے کہ یہاں کے بلیک میلرز پولیس سے زیادہ چالاک ہیں۔!"

"پولیس تو میری جیب میں پڑی رہتی ہے۔!"

"تو ہم یونہی تمہارے پیچھے لگے رہے تھے۔!"

"یقیناً....!"

ڈیوڈ فوری طور پر کچھ نہ بولا۔ عمران اسے ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے تولنے کی کوشش کر رہا ہو۔!

"شاید تم نے یہ بھی کہا تھا کہ تم پولیس کے خلاف بھی کام کرتے ہو۔!" ڈیوڈ نے کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بعض اوقات.... جب پولیس سے کسی فائدے کی امید نہ ہو۔!"

"ہمارے لئے وہ تار اور لفافہ بہت اہم ہے۔!"

"ہو سکتا ہے....؟"

"تو پھر تم اس کی تلاش میں ہماری مدد کر سکو گے....؟"

"یہ بھی ممکن ہے۔!"

"تو پھر شاید میں تمہارے لئے کوئی بڑا بزنس مہیا کر سکوں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ لیکن ڈیوڈ دفعتاً عجیب سے لہجے میں بولا۔ "میں یہ کیا بکواس کر رہا ہوں۔ مجھے ضرورت ہی کیا ہے اس معاملے میں پڑنے کی۔ میں تو مرنا چاہتا ہوں۔!"

"شادی ہو چکی ہے تمہاری۔۔۔۔؟" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔؟" اس نے متحیرانہ انداز میں جواب دیا۔

"تب تو پھر تمہیں زندہ رہنا چاہئے۔!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"ایک عورت کے مرجانے سے اتنے نروس ہو گئے ہو۔۔۔۔! مجھے دیکھو ہر سال تین چار عورتیں مار دیتا ہوں۔!"

"کیسے۔۔۔۔؟"

"ان سے شادی کی درخواست کرتا ہوں اور وہ خودکشی کر لیتی ہیں۔۔۔۔!"

"خودکشی کیوں کر لیتی ہیں۔!"

"میرے ساتھ زندہ رہنے سے موت انہیں آسان نظر آتی ہے۔!"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔!"

"خیر اسے چھوڑو۔۔۔ دارالحکومت کے اس آدمی کا کچھ اتہ پتہ بتاؤ جس کے لئے وہ لفافہ جانے والی تھی۔!"

"مجھے کیا معلوم اس کا پتہ۔۔۔۔!"

"کیوں۔۔۔۔ کیا تم نے ہی اس کے لئے ہدایت نامہ مرتب نہیں کیا تھا۔۔۔۔؟"

"قطعی کیا تھا۔۔۔۔! لیکن اُسے ڈھونڈ نکالنے کا طریق کار ایسا نہیں تھا جس سے اس کے اتے پتے پر روشنی پڑ سکتی۔! اُسے تو ایک تقریب میں شرکت کرنی تھی وہیں وہ شناختی کوڈ ورڈز کے ذریعے اسے ڈھونڈ نکالتی اور لفافہ اس کے حوالے کر کے یہاں واپس آجاتی۔!"

"تقریب۔۔۔۔ کب اور کہاں منعقد ہو گی۔!"

"وقت گزر چکا۔۔۔۔ تقریب ہو چکی ہو گی۔۔۔۔ کئی دن پہلے۔!"

"اچھا اپنی کرپٹوگرافی کے متعلق کچھ بتاؤ۔!"

"تم ابھی کہہ رہے تھے کہ ہمارے کوڈ ورڈز کے متعلق تمہاری معلومات بہت وسیع ہیں"

ڈیوڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو محض بلف تھا۔۔۔۔ البتہ لوبو۔۔۔۔ لی لا۔۔۔۔ کا علم کسی طرح ہو گیا تھا۔!"

"تم ہماری کرپٹوگرافی کے بارے میں کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے۔ اگر ہمارے لئے کوئی کام سرانجام دینا چاہو تو معقول معاوضے پر تمہاری خدمات حاصل کر لی جائیں گی۔!"

"چلو یہی سہی۔۔۔۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "آج کل مالی مشکلات میں مبتلا ہوں۔!"

ڈیوڈ کچھ نہ بولا۔ اس کی آنکھوں سے گہرا تفکر جھانک رہا تھا۔ ایک بار پھر عمران کو اس کے چہرے پر ایسے تاثرات دکھائی دیئے جیسے کچھ دیر پہلے نظر آئے تھے جب اس نے مرجانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔

رافیہ سموناف جوزف سے کہہ رہی تھی۔

"تمہارا باس عجیب ہے۔! نہ جانے اس میں کونسی خاص بات محسوس کرتی ہوں جو ہر آدمی میں نہیں ہوتی۔!"

"میں بھی محسوس کرتا ہوں مادام۔۔۔۔!" جوزف نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"ذریعہ معاش کیا ہے۔۔۔۔؟"

"ذریعہ معاش۔۔۔۔؟" جوزف اس کی طرف دیکھے بغیر سر ہلا کر بڑبڑایا۔ "میں نے معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔!"

"کیا مطلب۔۔۔۔؟ تو گویا تمہیں یہ نہیں معلوم کہ تمہارا باس کرتا کیا ہے۔!"

"نہیں مادام۔۔۔۔ میں تو صرف اس پر نظر رکھتا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔!"

"تم سب ہی عجیب ہو!" رافیہ مسکرائی۔ "میں دیکھ رہی ہوں کہ تم نے مجھ سے اس عمارت کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی جہاں تمہارے باس کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تھی۔!"

"باس۔۔۔۔ اگر اسے پسند کرتے تو اس کے لئے مجھے فون پر ہدایت مل جاتی۔!"

"یہ معاملہ ایسا تو نہیں تھا کہ تمہیں ہدایت کی ضرورت ہوتی۔!"

"بالکل ضرورت ہے مادام۔۔۔۔ میرے باس کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ ایک بار میں نے ایک جھگڑے میں اپنی مرضی سے انکا ہاتھ بٹانا چاہا تھا۔ بس الٹ پڑے اور مجھے ہی ٹھونک پیٹ کر رکھ دیا۔!"

"کیا تم نہیں جانتے کہ وہ لوگ کیوں اس کے دشمن ہو گئے ہیں۔۔!"

"میں کچھ بھی نہیں جانتا مادام۔۔۔۔!" جوزف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اب اس موضوع پر مزید گفتگو سے بچنا چاہتا ہو۔

کچھ دیر خاموشی رہی تھی۔ پھر رافیہ واپسی کے لئے اٹھی تھی۔

اس ملک میں یہ پہلے غیر متعلق لوگ تھے جن سے اس کی جان پہچان ہوئی تھی اور ان سے رسم وراہ بڑھانے کا مشورہ روح کی طرف سے ملا تھا۔ وہ اس روح کے بارے میں بھی اکثر سوچتی اور گھنٹوں اس کا ذہن سریت کے دھندلکوں میں ڈوبا رہتا۔ کبھی کبھی تو اس کو اپنی اس محویت سے خوف بھی محسوس ہونے لگا۔ پتہ نہیں کب اور کہاں اس روح کا خیال آئے اور اس کا ذہن اسی میں غلطاں و پیچاں ہو کر اسے جسمانی طور پر کسی بڑی غلطی کا مرتکب بنادے۔

عمران کے فلیٹ سے نکل کر وہ سڑک کے کنارے رکی۔ دس پندرہ منٹ گزر گئے لیکن کوئی خالی ٹیکسی نہ دکھائی دی۔ اس نے سوچا کچھ دور پیدل ہی سہی اگلے چوراہے پر ٹیکسی ضرور ملے گی۔

اس وقت وہ اسکرٹ اور بلاؤز میں تھی۔ روح کے مخصوص کرے والا لباس وہیں چھوڑ آئی تھی۔ پہلی بار جب وہ عمران کے فلیٹ میں داخل ہوئی تھی تو اس کے جسم پر وہی لباس تھا اور وہ اس کے متعلق سخت الجھن میں مبتلا رہی تھی مجبوری تھی۔ پروفیسر نے اس سے کہا تھا کہ وہ اسی لباس میں عمران سے ملے۔! لیکن آج اس نے خود ہی پروفیسر سے کہا تھا کہ وہ اس ہیئت کذائی میں باہر نہیں نکل سکتی۔ اسے معمولی لباس استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ پروفیسر نے اس کے برخلاف اصرار نہیں کیا تھا۔

وہ چوراہے پر پہنچ کر رک گئی۔ سوچ رہی تھی پتہ نہیں کتنی دیر بعد ٹیکسی ملے پروفیسر کے پاس اس نے ابھی تک کوئی گاڑی نہیں دیکھی تھی۔ اور اس سے اس کے متعلق کچھ پوچھا بھی نہیں تھا۔ اچھی طرح جانتی تھی کہ پروفیسر کسی ایک جگہ جم کر نہیں رہ سکتا۔ کچھ دن اس ملک کے چند بڑے شہروں میں قیام کر کے بزنس کرے گا پھر پتہ نہیں کہاں جانا پڑے لہٰذا مستقل طور پر گاڑی رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لیکن اس وقت وہ کیا کرے دور دور تک کسی ٹیکسی کا پتہ نہیں تھا۔ اگر کوئی نظر بھی آتی تو خالی نہ ہوتی۔ دفعتاً ایک شکستہ حال بچہ اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔۔۔۔ اس کے ہاتھ میں بادامی رنگ

کا ایک لفافہ تھا جسے وہ رافیہ کے ہاتھ میں تھما کر آگے دوڑتا چلا گیا۔ رافیہ اس حرکت پر ہکابکا رہ گئی تھی کبھی لفافے کی طرف دیکھتی اور کبھی دور ہوتے ہوئے لڑکے کی طرف۔ نہ وہ اس کے پیچھے جاسکی اور نہ آواز دے سکی۔

پھر اسے لفافے ہی کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا پڑا۔۔۔۔ اس پر انگریزی میں "برائے سیکریٹری پروفیسر اوٹو ویلانی۔۔۔۔!" ٹائپ کیا ہوا تھا۔

لفافہ سیل کیا ہوا تھا۔۔۔۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ لفافے کو یہیں کھول ڈالے یا اسی حالت میں ساتھ لے جائے۔

یہاں اسے کون جانتا تھا۔۔۔۔؟ سیاہ فام جوزف یا اس کے مالک کے علاوہ اور کون شناسا تھا جو اس طرح۔۔۔۔ دفعتاً وہ چونک پڑی وہ لوگ بھی تو اسے جانتے ہیں جنہوں نے جوزف کے مالک کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے اس سے پوچھ گچھ کی تھی۔ لیکن کیوں۔۔۔۔؟ اب وہ کیا چاہتے ہیں اس الجھن نے ایسی صورت اختیار کرلی کہ اسے گرد و پیش کا احساس ہی نہ رہا۔ یہ بھی بھول گئی کہ یہاں کیوں رکی تھی۔

کچھ دیر بعد جب قریب سے گزرنے والے ایک ٹرک کے طویل ہارن کی آواز اسے ہوش میں لے آئی تو اس نے اس طرح سٹپٹا کر چاروں طرف دیکھا جیسے کچھ دیر قبل یہیں کھڑے کھڑے سوتی رہی ہو۔۔۔۔!

ٹھیک اسی وقت ایک خالی ٹیکسی بھی نظر آئی۔ رافیہ نے ہاتھ اٹھا کر رکنے کا اشارہ کیا۔

پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے ڈرائیور سے ماڈل کالونی چلنے کو کہا تھا اور پھر اس لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگی تھی۔

بالآخر لفافہ چاک ہوا۔۔۔۔ اور اس میں سے سو سو روپے کے دس نوٹ برآمد ہوئے ان کے ساتھ ایک خط بھی تھا۔ انگریزی ٹائپ میں مضمون تھا۔

"محترمہ ہم آپ کے مشکور ہیں اس اطلاع کے سلسلے میں جو آپ نے عمران سے متعلق ہمیں بہم پہنچائی ہیں۔ یہ ایک ہزار روپے کی حقیر رقم قبول فرمائیے۔ اس قسم کی مزید آمدنی کے امکانات ہر وقت موجود رہیں گے اگر آپ نے اس وقت عمران کو اس فلیٹ میں دیکھا ہو تو اسی لفافے کی پشت پر صرف ہاں یا نہیں لکھ کر جہاں بھی آپ گاڑی سے اتریں سڑک کے کنارے پر ڈال دیں۔ شکریہ۔!"

رافیہ نے خط اور نوٹ اسی لفافہ میں رکھ دیئے اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھی رہی۔

پھر ویلانی کی کوٹھی کے پھاٹک ہی پر ٹیکسی رکوائی تھی۔ لیکن خط کی ہدایات پر عمل نہ کرتے ہوئے لفافے کو بغل میں دبائے ہوئے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ اوتو ویلانی اس وقت نشست کے کمرے میں موجود تھا۔ رافیہ نے کچھ کہے بغیر وہ لفافہ اس کی طرف بڑھادیا۔

"یہ کیا ہے۔!" ویلانی نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"دیکھئے....!" رافیہ کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

ویلانی نے لفافے کو میز پر الٹ دیا اور پھر خط پڑھتا رہا اس کی بھنویں تنتی جارہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اُسے اس پر شدت سے غصہ آرہا ہو۔!

دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وہ سارے نوٹ اور خط ریزہ ریزہ کر دیئے۔

"ذلیل....!" وہ غراتی ہوئی آواز میں بولا۔ "ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔!"

"اس بیچارے کو ان لوگوں نے اس درجہ خوف زدہ کر دیا ہے کہ اسے روپوش ہو جانا پڑا۔!" رافیہ نے کہا۔

ویلانی کچھ نہ بولا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

رافیہ کہتی رہی۔ "وہ اس وقت فلیٹ میں موجود نہیں تھا۔ میرے سامنے ہی نیگرو نے فون پر اس کی کال ریسیو کی تھی۔ نیگرو نے اسے وہاں میری موجودگی کی اطلاع دی میں نے نیگرو سے کہا کہ وہ اس سے گفتگو کرنا چاہتی ہے۔ بہر حال میں نے اسے بتادیا ہے کہ کچھ لوگوں نے مجھ سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہی تھیں۔!"

"تم نے اچھا کیا۔!" ویلانی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"آپ نے یہ نوٹ کیوں پھاڑ دیئے....؟"

"ناپاک پیسہ تھا....!" ویلانی نے جھلا کر کہا۔

رافیہ کچھ نہ بولی! تھوڑی دیر بعد ویلانی بولا۔

"تم روح سے درخواست کرو کہ انہیں سزا دے۔!"

"اس سے کیا ہوگا....؟"

"تمہاری توہین کسی طرح بھی برداشت نہیں کی جاسکتی۔ ایک غلط کام کے لئے انہوں نے

نہیں پیسے کا لالچ دلانے کی کوشش کی تھی۔ ذلیل کتے کہیں کے۔!" پھر وہ اسی طرح بڑبڑاتا رہا اور رافیہ لباس تبدیل کرنے کے کمرے میں چلی آئی۔

قدیم مصری ممی کی قد آدم تصویر پر نظر پڑتے ہی اس نے سوچا کہ اسے سچ مچ روح سے درخواست کرنی چاہئے کہ وہ عمران کے دشمنوں کو سزا دے۔ ابھی وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکی تھی کہ کمرے کی فضا سرگوشی سے گونج اٹھی۔

"کیا تم کچھ کہنا چاہتی ہو....!"

"ہاں....اے....مقدس روح...." بے اختیار اس کی زبان سے نکلا۔ "ان بد بختوں کو سزا ملنی چاہئے جو مجھے ایک غلط کام پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں۔!"

"صرف ایک گھنٹہ انتظار کرلو....اس کا ذمہ دار جلد ہی تمہارے قدموں پر ہوگا۔ رافیہ نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے لیکن اچانک چھا جانے والی خاموشی جیسے خود اس کی آواز پر بھی حاوی ہو گئی تھی۔

وہ کچھ بھی نہ بول سکی۔ چند لمحے اسی طرح کھڑی رہی۔ پھر میز کے سامنے جا بیٹھی۔ خطوط کا انبار اس کا منتظر تھا۔

کچھ دیر بعد ٹائپ رائٹر کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔

کام میں مصروف ہو جانے کے بعد رافیہ کو وقت کا احساس نہیں رہ جاتا تھا۔

آج بھی یہی ہوا... ٹائپ رائٹر کی کھٹ کھٹ میں اس کا ذہن ڈوب کر گرد و پیش سے بے خبر ہوتا گیا۔

پھر وہ ڈور بیل کی تیز آواز ہی تھی جس نے اسے اس محویت سے نکال کر جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر دیا۔ کوئی پے در پے گھنٹی بجائے جارہا تھا۔

"کون ہو سکتا ہے؟" اس نے سوچا ابھی تک جوزف کے علاوہ تو اور کوئی یہاں آیا نہیں تھا۔

بہر حال کوئی بھی ہو جھنجھلاہٹ اپنی جگہ پر تھی۔ وہ طوعاً و کرہاً اٹھی اور صدر دروازے تک آئی۔

لیکن.... یہ کون تھا....؟ صورت کچھ جانی پہچانی تھی۔ ہر چند کہ اس وقت بگڑ کر رہ گئی تھی۔ لیکن بہر حال پہچان لی گئی.... یہ تو وہی سفید فام غیر ملکی تھا جس نے عمران کے بارے میں اس سے پوچھ گچھ کی تھی۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے بایاں پہلو دبا رکھا تھا اور چہرے پر کسی اندرونی اذیت کے آثار تھے۔

"پروفیسر.... میں پروفیسر سے ملنا چاہتا ہوں۔!" وہ کراہا۔

"پروفیسر موجود نہیں ہیں۔!" رافیہ نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں مر رہا ہوں....!"

"کیوں....؟ تمہیں کیا ہوا ہے۔!"

"زیادہ دیر کھڑا نہیں رہ سکتا.... مجھ پر رحم کرو۔!"

رافیہ نے برآمدے میں پڑی ہوئی آرام کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔!"

وہ اسی طرح بایاں پہلو دبائے ہوئے آرام کرسی میں ڈھیر ہو گیا.... گہری گہری سانسیں۔ رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے دم گھٹ رہا ہو۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے....!" رافیہ نے کسی قدر نرم لہجے میں پوچھا۔

"مم.... میں نہیں جانتا.... بیان نہیں کر سکتا۔ میرا دم گھٹ رہا ہے.... یہ بھی نہیں جانتا کہ یہاں کیوں آیا ہوں۔!"

رافیہ کچھ نہ بولی۔ وہ روح کی سرگوشی کے متعلق سوچ رہی تھی۔

یہ وہی شخص تھا جس نے اس سے زبردستی عمران کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ روح نے کچھ دیر قبل اسے بتایا تھا کہ وہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر اس کے قدموں پر ہوگا اب وہ کیا کرے۔ آخر وہ یہاں کیوں آیا ہے....؟

"پروفیسر سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔!" رافیہ نے کچھ دیر بعد کہا۔

"تب پھر مجھے مر جانے دو.... میرا خیال تھا کہ اوٹو ویلانی میرے لئے کچھ کر سکے گا۔! کم از یہی بتا سکے گا کہ میں اچانک کس مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں۔!"

"وہ کیا بتا سکیں گے.... تم کسی ڈاکٹر کے پاس جاؤ....!"

"پہلے ڈاکٹر ہی کے پاس گیا تھا لیکن وہ کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔!"

رافیہ چند لمحے اسے گھورتی رہی پھر بولی۔ "تو کان کھول کر سنو.... تم نے میری توہین کی تھی اس کی سزا بھگت رہے ہو....! اس دن زبردستی مجھ سے معلومات حاصل کیں اور آج وہ لفافہ!"

"وہ تو اظہارِ تشکر کے طور پر....!"

"خاموش رہو.... پروفیسر نے وہ سارے نوٹ چیر پھاڑ کر پھینک دیئے۔!" وہ کچھ نہ بولا۔

رافیہ کہتی رہی۔ "تمہیں جرأت کیسے ہوئی تھی.... کیا سمجھے تھے تم....!"

"تمہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔!" راہداری سے پروفیسر کی غرائی ہوئی آواز آئی۔ "سموناف اسے اندر لاؤ۔!"

رافیہ چونک کر مڑی تھی لیکن اُسے پروفیسر دکھائی نہ دیا۔ وہ عجیب طرح کی اعصابی کشیدگی محسوس کر رہی تھی۔ خود اس سے مزید کچھ نہ کہہ سکی اور ایک بار پھر مڑ کر راہداری کی طرف دیکھا۔

لیکن پھر پروفیسر کی آواز نہ سنائی دی۔

"تم نے سنا....!" وہ بالآخر اس سے مخاطب ہوئی۔

سفید فام اجنبی نے کراہتے ہوئے کہا۔ "ذرا ٹھہرو.... میں خود پر قابو پالوں فوری طور پر کرسی سے نہ اٹھ سکوں گا۔!"

رافیہ کو پہلے اس پر غصہ آیا تھا.... اور اب وہ خوف زدہ تھی.... اس کے لئے تشویش میں مبتلا ہو گئی تھی اب اس کا کیا حشر ہوگا۔ پروفیسر کی خوف ناک آنکھیں کچھ اور زیادہ خوف ناک اور جذبہ انتقام کی تفسیر بن کر اس کے ذہن میں ابھر رہی تھی۔

پتہ نہیں کیوں اس کا دل چاہ رہا تھا کہ سفید فام اجنبی اندر نہ جائے۔

لیکن کچھ دیر بعد وہ خود ہی اٹھا اور لڑکھڑاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ رافیہ راستہ بتانے کے لئے تیزی سے جھپٹی۔

وہ راہداری سے گزر رہے تھے کہ عمارت کے کسی دور افتادہ حصے سے پروفیسر کی آواز آئی۔

"اسے یہاں لاؤ۔!"

رافیہ نے اب اس نیم تاریک کمرے کی طرف اس کی رہنمائی کی جہاں کچھ دن پہلے عمران کو لے گئی تھی۔

"سموناف....! اب تم جاؤ....!" پروفیسر کی آواز آئی۔

اور وہ اس نیم تاریک کمرے سے باہر آ گئی۔

سخت الجھن میں تھی۔ پتہ نہیں اب اس کا کیا حشر ہو....!

وہ کچھ لوگوں سے نفرت کر سکتی تھی لیکن وہ یہ گوارا نہیں کر سکتی تھی کہ انہیں کوئی گزند پہنچے۔!

شاید بیس منٹ بعد وہ اس کمرے سے باہر آیا تھا.... رافیہ نے اس کے چہرے پر شگفتگی دیکھی۔ تن کر چل رہا تھا۔ چال میں لڑکھڑاہٹ بھی نہیں تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر ایک سیاہ داغ نظر آرہا تھا.... بچھو کی شکل کا جس نے ڈنگ اٹھا رکھا ہو۔

انداز ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس داغ سے باخبر ہے۔

رافیہ ساکت وصامت کھڑی رہی اور وہ اظہار تشکر کے طور پر کچھ کہتا ہوا اسکے قریب سے گزر گیا۔

وہ وہیں کھڑی رہی کچھ دیر بعد پروفیسر بھی اسی دروازے سے برآمد ہوا اس کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ تھی۔

"کچھ دیکھا تم نے....؟" اس نے رافیہ سے پوچھا۔

رافیہ سوالیہ انداز میں اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"وہ اس کالے بچھو سے بے خبر ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"کیا تم نے اس کا چہرہ غور سے نہیں دیکھا تھا۔!"

"جی ہاں.... میں نے دیکھا تھا۔ شاید آپ سے اس کی پیشانی کے داغ کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو کمرے میں داخل ہونے سے پہلے نہیں تھا۔!"

"یہی بات ہے....!" پروفیسر مسکرایا۔ "وہ بھی کیا یاد کرے گا۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"سزا کے طور پر....! اسے پیشانی سے ہٹانے کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں کہ اتنی کھال ہی نکال دی جائے....؟"

"مگر کیوں....؟" رافیہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"میری مرضی۔" پروفیسر غرایا۔ "اپنے مقابل آنے والوں کو میں ایسی ہی سزا دیتا ہوں۔!"

"لیکن وہ تو بہت خوش نظر آرہا تھا....؟"

"اس کی وہ تکلیف میں نے رفع کر دی تھی جس میں مبتلا ہو کر یہاں آیا تھا۔ سزا کا علم اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ وہ خود آئینہ نہ دیکھے یا کوئی اس کی طرف توجہ نہ دلائے۔!"

"لیکن آپ نے ایسا کیا ہی کیوں....؟"

"میں کسی کو معاف نہیں کرتا۔ آخر اس نے اپنے جھگڑے نپٹانے کے لئے تمہیں کیوں آلہ بنانا چاہا تھا۔!"

رافیہ کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔

عمران نے آپریشن روم میں بیٹھے بیٹھے ساتویں اطلاع بھی وصول کی اور آخر کار بُرا سا منہ بنائے ہوئے اٹھ گیا۔

ڈیوڈ اب بھی ساؤنڈ پروف کمرے ہی میں بند تھا۔ ایک بار پھر اسے عمران کا سامنا کرنا پڑا۔

"تمہارے وہ ساتوں دوست ان پتوں پر نہیں مل سکے۔!" عمران اس سے کہہ رہا تھا۔ "میرے آدمیوں کو بہم پہنچائی ہوئی اطلاعات کے مطابق انہوں نے آج ہی ان رہائش گاہوں کو چھوڑا ہے۔!"

"تب تو پھر....!" ڈیوڈ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا لیکن جملہ پورا نہ کر سکا۔

عمران غور سے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

"تب تو بہتر ہے کہ میں تمہاری ہی قید میں رہوں۔!" ڈیوڈ نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"کیوں....!"

"وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔!"

"اوہو....! لیکن اس اسکیم کا کیا ہوگا جس کے تحت میں تم لوگوں کو مدد دینے والا تھا۔!"

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ کچھ بھی نہیں ہو سکتا میں ان کی غلط فہمی کسی طرح بھی رفع نہ کر سکوں گا۔!"

"کیا مطلب....!"

"میرے اس طرح غائب ہو جانے سے انہوں نے یقیناً کسی قسم کا خطرہ محسوس کیا ہوگا تب ہی تو اپنی رہائش گاہوں کو چھوڑ گئے۔"

"خیر.... خیر.... لیکن تم ان کے پیشوں سے تو واقف ہی ہو گے۔!"

"ہرگز نہیں.... وہ بھی میرے پیشے سے واقف نہیں تھے۔!"

"کیا تمہیں ایسی کوئی ہدایت ملی تھی جس کے تحت تم کسی کو اپنے پیشے سے آگاہ نہ کرو۔!"

"صرف اتنی کہ کسی اجنبی کو اپنے بارے میں کچھ نہ بتائیں۔ دراصل ہم آٹھوں ایک کلب کے

ممبر تھے زیادہ تر کلب ہی میں ہماری ملاقاتیں ہوتی تھیں۔!"

"کلب کے متعلق کچھ بتاؤ۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کلب کا نام.... "فرینڈز اے براڈ" ہے سرفراز روڈ پر۔ آئینہ بلڈنگ میں ایک سوئیڈش عورت مس موریلی فراہام کلب کی مالکہ اور منیجر ہے۔!"

"تب تو میرا خیال ہے کہ وہ کلب بھی وہاں سے غائب ہو گیا ہو گا۔!" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"خدا جانے....!" ڈیوڈ جھنجھلا کر بولا۔ "میرا مستقبل تو تباہ ہو چکا۔!"

"ارے تم تو ویسے بھی مر جانے پر تلے بیٹھے تھے۔!"

"میں غلطی پر تھا....!" ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "اب میں نے اپنا فیصلہ بدل دیا وہ عورت احمق تھی جو اس طرح مر گئی۔ کل میں بے حد جذباتی ہو رہا تھا۔!"

"شاباش.... اب تم نے کام کی باتیں شروع کی ہیں.... اچھا تو پھر اب تم یہیں قیام کرو..... میں دیکھوں گا کہ میں ان لوگوں کو اپنا تعاون حاصل کرنے پر آمادہ کر سکتا ہوں یا نہیں۔!"

"سب کچھ جہنم میں جائے... کیا تم میرے لئے کوئی تیز قسم کی شراب مہیا نہیں کر سکو گے!"

"ضرور... ضرور ابھی بھجواتا ہوں۔!" عمران نے کہا اور پھر ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر گیا۔

وہ جانتا تھا کہ بلیک زیرو بھی رانا پیلس ہی میں موجود ہو گا۔ ان دنوں وہ وہیں سے سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبروں کی کمانڈ کر رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے وہی ڈیوڈ کے دوستوں کے متعلق معلومات فراہم کر کے عمران کو ٹرانس میٹر پر مطلع کر تا رہا تھا۔

عمران نے فون پر رانا پیلس سے رابطہ قائم کر کے بلیک زیرو کو پھر مخاطب کیا اور "فرینڈز اے براڈ" کی مالکہ مس موریلی فراہام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ہدایات دیں۔

"اور دیکھو!" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "دو گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔!"

"بہت بہتر جناب....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"وٹیس آل....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

"پھر ٹھیک دو گھنٹے بعد ہی فون کی گھنٹی بجی تھی۔

بلیک زیرو رپورٹ پیش کر رہا تھا۔!" "مس موریلی فراہام سوئیڈن کی باشندہ ہے۔ عمر پچیس اور

[تی]ں کے درمیان قد پانچ فٹ تین انچ.... اچھی صحت اور دل کش خدوخال رکھتی ہے۔ بلاشبہ [خو]بصورت کہی جاسکتی ہے۔ ہمارے کلچر کا مطالعہ اور مصوری کے مختلف ادوار کے بارے میں مواد [اک]ٹھا کر رہی ہے۔ آج کل مغل طرز کی مصوری کی اسٹڈی کر رہی ہے۔ امینہ بلڈنگ ہی میں بزنس [بھ]ی ہے اور قیام بھی ہے بہت سوشل بھی واقع ہوئی ہے۔ مقامی آرٹسٹ یا آرٹ کے طالب علم [کلچ]ر سینٹر کے سیکریٹری کے توسط سے اس تک پہنچ سکتے ہیں۔!"

"کلب کے بارے میں کیا معلومات حاصل ہوئیں۔!" عمران نے پوچھا۔

"یہ عموماً غیر ملکیوں کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن مقامی لوگوں کو بھی ممبر شپ دی جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ مس فراہام کے معیار پر پورے اتریں۔ شاید اسی لئے مقامی ممبروں کی تعداد تین سے آگے نہیں بڑھ سکی۔

"خیر تم.... کلچر سینٹر کے سیکریٹری سے ایک تعارفی خط حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ مرزا [ن]یم بیگ کے نام جو مصوروں کے ایک قدیم خاندان کا رکن ہے....!"

"میں سمجھ گیا... اچھی بات ہے ایک گھنٹے کے اندر اندر یہ بھی ہو جائیگا۔!" بلیک زیرو نے کہا۔

اور پھر کلچر سینٹر کے سیکریٹری کا تعارف نامہ وہ خود ہی لے کر دانش منزل میں داخل ہوا تھا۔

"تم نے یہ بھی معلوم کر ہی لیا ہو گا کہ وہ کس وقت سے کس وقت تک اجنبیوں سے ملتی ہے!" [عم]ران نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔! مقامی آرٹسٹوں سے کسی وقت بھی مل سکتی ہے۔ بس کلچر سینٹر کے [س]یکریٹری کے حوالے سے فون کرنا پڑے گا۔ وہ فوراً طلب کر لے گی۔ کیا آپ خود ہی جائیں گے؟"

"ہوں....!" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اب مجھے ہی دیکھنا پڑے گا.... لیکن تم جوزف سے رابطہ قائم کر کے اس آدمی کے بارے میں چھان بین کرو جس نے پروفیسر اوٹو ویلانی کی سیکریٹری سے میرے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہی تھیں۔!"

❖

موریلی فراہام سوئیڈش تھی....! خوبصورت بھی تھی اور صحت مند بھی انگریزی روانی کے ساتھ بول سکتی تھی اور اردو سیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سوئیڈن سے تجارتی نوعیت کے پاسپورٹ پر یہاں آئی تھی.... اور کئی سال سے یہاں مقیم تھی۔ ثقافتی سرگرمیوں میں بھی اکثر

حصہ لیتی ہوئی دیکھی گئی تھی۔

عمران انہیں اطلاعات پر غور کرتا ہوا سر فراز روڈ طے کر رہا تھا۔ پچھلے چوراہے پر ٹیکسی چھو
دی تھی وہاں سے پیدل ہی چل پڑا تھا۔ لیکن اسے ان لوگوں کی قطعی فکر نہیں تھی جو اس کی تلاش
میں تھے۔ کیونکہ وہ خود اس وقت میک اپ میں تھا۔ شاید قریب سے دیکھنے والے بھی نہ پہچان سکتے
کئی گھنٹے اس میک اپ میں صرف کئے تھے اور اب اسکیم کے مطابق دانش منزل واپس نہیں
جانا تھا۔ اسی میک اپ میں اس نے اپنے لئے ایک متوسط درجہ کے ہوٹل میں کمرہ حاصل کر لیا تھا
امینہ بلڈنگ کے سامنے پہنچ کر وہ رک گیا.... صدر دروازے پر عین سائن بورڈ کے نیچے ایک
باوردی چپڑاسی کھڑا نظر آیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اس سے کہا "مجھے وقت دیا گیا ہے مادام موریلی کو میری آمد کی
اطلاع دے دو۔!"

"کیا آپ مرزا نسیم بیگ صاحب ہیں....؟" اس نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"ہاں میں ہی ہوں۔!"

"آیئے تشریف لایئے جناب....!" وہ ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔

عمران اس کے پیچھے چلنے لگا۔!

وہ اسے اس کمرے میں لے آیا جہاں موریلی فراہام سے ملاقات ہونے والی تھی۔

کمرہ سلیقے سے سجایا گیا تھا۔ دیواروں پر آرٹ کے نادر نمونوں کی نقول موجود تھیں۔ ابھی اس
بیٹھنے بھی نہیں پایا تھا کہ بائیں جانب والے دروازے سے وہ مسکراتی ہوئی بر آمد ہوئی۔

"بیٹھئے.... بیٹھئے.... جناب....! میری طرف سے دلی شکریہ قبول فرمایئے اپنی تشریف
آوری پر۔!" اس نے اردو میں کہا لیکن صاف معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ دیر پہلے اس جملے کو ادا
کرنے کی مشق کرتی رہی ہو۔!

"کوئی بات نہیں....!" عمران نے انگریزی میں گل افشانی شروع کی۔ "مجھ میں قومی حس ذرا
برابر بھی نہیں ہے اس لئے میں اردو میں آپ سے گفتگو نہیں کر سکوں گا مجھے انگریزی بولنے کا
شوق ہے۔ لیکن ایسے لوگ مجھے کم ہی ملتے ہیں جن کے ساتھ میں اپنا یہ شوق پورا کر سکوں۔!"

"مجھے آپ نے ایک بہت بڑی دشواری سے بچالیا۔!" وہ مسکرائی۔ اس بار یہ جملہ اس نے بھی

انگریزی ہی میں ادا کیا تھا۔ تھوڑے توقف کے بعد پھر بولی۔ "دراصل ابھی میں اردو سیکھ رہی
ہوں روانی کے ساتھ نہیں بول سکتی۔!"

"اگر آپ روانی کے ساتھ بول سکتی ہوتیں تو میں اٹھ کر بھاگ جاتا۔!"

"آخر کیوں....؟ بڑی عجیب بات ہے۔!"

"میری زندگی ایک لامتناہی اکتاہٹ ہے۔ بعض اوقات مجھے نسیم بیگ سے بھی نفرت ہو جاتی ہے۔!"

"اوہ....!" اس نے تشویش ظاہر کرنے کے لئے ہونٹ سکوڑے.... سرخ رنگ کا وہ دائرہ
دل کش بھی تھا ترغیب آفریں بھی۔

"یقیناً آپ مجھے اپنی ہمدردی کا مستحق سمجھ رہی ہوں گی۔ لیکن مجھے ہمدردوں سے بھی نفرت ہے۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔!"

"ہمارے خاندان میں ہمیشہ سے عجیب باتیں ہوتی آئی ہیں۔ خیر آپ یہ خط ملاحظہ
فرمایئے.... جو کلچر سینٹر کے سیکریٹری نے میرے بارے میں آپ کو تحریر کیا ہے۔!"

وہ اس کے ہاتھ سے لفافہ لے کر خط نکالنے لگی۔ عمران سر جھکائے بیٹھا رہا۔ وہ خط پڑھ چکنے
کے بعد موریلی چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "مغل آرٹ کے بارے میں ایک
کتاب لکھ رہی ہوں۔ اس سلسلے میں آپ مجھے کیا مدد دے سکیں گے۔!"

"کیا عرض کروں.... جبکہ میں صرف مغل ہی مغل ہوں آرٹسٹ قطعی نہیں ویسے میں تو
آپ کو اپنے خاندان کے کچھ کارنامے دکھانا چاہتا ہوں۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

عمران نے ہینڈ بیگ سے مغل آرٹ کے کچھ نمونے نکالے۔

موریلی انہیں دیکھتی رہی۔ انداز سے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے کسی بچے کے ہاتھ ایسا کھلونا لگا ہو
جس کی آرزو اسے عرصے سے رہی ہو کچھ دیر بعد وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"کیا آپ انہیں فروخت کرنا پسند کریں گے....؟"

"اگر کوئی ان سے میرا پیچھا چھڑا سکے تو میں خود ہی اسے اسکی منہ مانگی قیمت ادا کر سکتا ہوں۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"مجھے یہ دیکھ کر سخت کوفت ہوتی ہے کہ ڈاڑھی دار مغل بھی اتنے آہو چشم اور نازک اندام

ہوا کرتے تھے۔!"

موریلی ہنس پڑی۔

"ہنسئے نہیں....!" عمران دردناک لہجے میں بولا۔ "اسی مسئلے پر غور کرتا کرتا میں بوڑھا ہو جاؤنگا۔ میرے پاس ایسی ہی درجنوں تصاویر اور بھی ہیں۔!"

"وہ کب دکھائیں گے آپ۔!"

"کل لیتا آؤں گا۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ "انہیں تو آپ رکھ ہی لیجئے.... یہ ذہنی بار کچھ تو ہلکا ہو۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔ بڑی عجیب بات ہے۔!" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"یقیناً یہ بات آپ کو عجیب لگ رہی ہو گی۔!" عمران نے جلدی سے کہا۔ "کیونکہ کلچر سینٹر کی سیکریٹری نے میرا تعارف آرٹسٹ ہی کی حیثیت سے کرایا ہے۔!"

"جی ہاں....!"

"لیکن میرا آرٹ ذہنوں میں محفوظ رہتا ہے.... کاغذ پر نہیں۔!"

"میں پھر نہیں سمجھی.... آپ کی باتیں مشکل سے سمجھ میں آتی ہیں۔!"

"میں سمجھائے دیتا ہوں....!" عمران نے کہا اور ہینڈ بیگ سے لوہے کے دو گولے نکالے.... وہ متحیرانہ انداز میں دونوں کو دیکھتی رہی۔

عمران نے گولے فرش پر ڈال دیئے۔

"یہ کیا ہے....!" موریلی نے پوچھا۔

"بس دیکھتی جایئے....!" عمران نے ان گولوں پر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ہر پیر کے نیچے ایک گولا تھا۔

اس نے پھر کہا۔ "دیکھتی رہئے گا.... کہ میری ایڑیاں یا پنجے زمین سے تو نہیں لگتے۔" پھر موریلی شاید سچ مچ حیرتوں کے سمندر میں غوطے کھانے لگی تھی۔! محویت اس قدر بڑھی کہ فرش پر اکڑوں بیٹھ کر یہ دیکھنے کی کوشش کرنے لگی کہ گولوں پر چلتے وقت اس کے پیر زمین سے تو نہیں لگ رہے تھے۔

عمران پورے کمرے میں چکراتا پھر رہا تھا۔ کبھی دو کرسیوں کے درمیان سے نکلتا کبھی میز کے

ردناچنے لگتا۔

کچھ دیر بعد وہ گولوں سے اتر آیا۔

وہ پلکیں جھپکائے بغیر اسے دیکھتی رہی پھر بولی۔ "واقعی یہ آرٹ ایسا ہی ہے کہ عرصے تک ذہنوں سے چپکا رہے۔!"

"لیکن آپ کو اس آرٹ سے دلچسپی کیوں ہونے لگی۔ خیر فکر نہ کیجئے کل میں بقیہ تصاویر بھی آپ تک پہنچادوں گا۔!"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔! آپ نے سچ مچ مجھے متحیر کردیا ہے۔ کیا آپ اپنے اس فن کا مظاہرہ کرنا پسند کریں گے....؟"

"یہاں احمقوں کے جنگل میں؟" عمران نے تحیر آمیز حقارت کا اظہار کرتے ہوئے سوال کیا۔

"آپ کو اپنے فن کی شایان شان داد ملے گی۔ میرے کلب کے ممبر ذہین اور ذی عزت ہیں۔!"

"ہاں ذہین آدمیوں کے محدود حلقے میں ممکن ہے۔!"

"اور پھر آپ کی حیثیت پیشہ ورانہ بھی نہ ہو گی۔ سب سے پہلے میں آپ کو کلب کا باقاعدہ ممبر بناؤں گی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ موریلی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "اور یہ تصاویر بھی میں مفت نہیں لوں گی۔ آپ کو ان کی معقول قیمت ملے گی۔!"

"نہیں محترمہ ویسے اگر آپ کو اس پر اصرار ہی ہے تو وہ رقم کسی یتیم خانے کو بھجوا دیجئے گا۔!"

اچانک ہی کئی کتوں کے بیک وقت بھونکنے کی آواز آئی اور موریلی کی بھنوؤں میں تنفر آمیز تناؤ پیدا ہو گیا۔

آوازیں زیادہ دور کی نہیں معلوم ہوتی تھیں۔ یہ کتے عمارت ہی کے کسی حصے میں بھونک رہے تھے۔

"جنگلی....!" وہ دانت پیس کر بڑبڑائی۔

"کیا مجھ سے کچھ فرمایا....!" عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب....!" موریلی کا لہجہ ناخوش گوار تھا۔

"کیا میری موجودگی گراں گزر رہی ہے۔!"

"نہیں جناب....!"

عمران خاموش ہو گیا.... وہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے بیٹھی رہی۔ پھر تھوڑی دیر
بولی۔ "کسی کا احسان مند ہونا بہت بُرا ہے۔!"

"یقیناً بُرا ہے بشرطیکہ وہ احسان ہو۔!"

"کیا مطلب....!"

"غالباً آپ ان تصاویر کے بارے میں کچھ سوچ رہی ہیں لہٰذا میں یہ بات صاف کر دوں
میں سچ مچ ان تصاویر سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔!"

"آپ غلط سمجھے.... اس بات کا تعلق آپ کی ذات سے نہیں۔ غالباً آپ نے بھی کتوں
شور سنا ہو گا۔!"

"جی ہاں....!"

"یہ تعداد میں گیارہ ہیں... قد آور قسم کے السیشئن اور وہ جنگلی انہیں ساتھ لئے پھرتا ہے۔!"

"اوہ....!" عمران نے تشویش کن انداز میں ہونٹ سکوڑے۔

"ابھی حال ہی میں کیلیفورنیا سے آیا ہے۔ میرے ایک محسن نے نہ صرف اس کا تعارف کر
تھا بلکہ سفارش بھی کی تھی کہ اسے کلب کا ممبر بنالیا جائے۔"

"اور اس نے اپنے کتوں کو بھی ممبری سے محروم نہیں رکھا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"بالکل یہی بات ہے۔ میں کئی بار اعتراض کر چکی ہوں۔ لیکن اس پر اسکا کوئی اثر نہیں ہوتا۔!"

"کتوں کی صحبت کا اثر ہے۔!"

"ایک بڑی اسٹیشن ویگن میں یہ کتے اس کے ساتھ سفر کرتے ہیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اس کا ذہن پہاڑی سے گر کر مرنے والی کی ڈائری کی طرف بہک گیا تھا
فیاض کے بیان کے مطابق ڈائری کے اندراجات میں تنظیم کے نئے سربراہ کے بارے میں ا
سے متعلق جانوروں کی فوج کا تذکرہ تھا اور یہ چیز بھی غیر معمولی ہی تھی کہ کوئی ہر وقت گیارہ
کتے ساتھ لئے پھرے۔

مورلی زہر خند کے ساتھ کہہ رہی تھی وہ اس خبط میں بھی مبتلا ہے کہ عورتیں بہت جلد ا
کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔!

"نادر الوجود نسل کے کتے ہمیشہ سے عورتوں کی کمزوری رہے ہیں۔!" عمران مسکرا کر بولا۔

"مجھے کتوں سے نفرت ہے۔!" وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

"تو پھر آپ ان کتوں کو یہاں کیوں آنے دیتی ہیں۔!"

"میں نے کہا نا کہ احسان مندی بھی ایک قسم کا عذاب ہے۔ اپنے اس محسن کی سفارش کی بناء
پر میں سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور ہوں۔!"

"کہئے تو میں آپ کے اس محسن کو راہ راست پر لانے کی کوشش کروں۔!"

"وہ اب یہاں کہاں.... کبھی کا سوئیڈن چلا گیا۔!"

"کیا کلب کے دوسرے ممبروں کو اس کی حرکت پر اعتراض نہیں ہوتا۔!"

"انہوں نے تو اسے تماشہ بنالیا ہے:... فطرتاً احمق ہے اس لئے ان کی دلبستگی کا سامان بن
جاتا ہے۔!"

"نام کیا ہے....؟"

"ہاروے رچمنڈ اور تھوتھنی سور کی سی ہے۔!" مورلی نے جلے کٹے لہجے میں کہا اور ہنس پڑی۔
پھر عمران بھی بالکل ایسے ہی انداز میں ہنسا تھا جیسے کوئی ناخوش گوار فرض ادا کرنا پڑا ہو۔
دفعتاً باہر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

"اوہ.... ادھر ہی آ رہا ہے.... مردود.... اتنا غیر مہذب اور ناشائستہ آدمی آج تک میری
نظر سے نہیں گزرا۔ ضرورت ہو یا نہ ہو ہر جگہ دخل اندازی کر بیٹھتا ہے۔!"

مورلی بہت بُرے لہجے میں بڑبڑا رہی تھی اور عمران کو دوسرے ہی لمحے میں دروازے کے
سامنے ایک لمبا تڑنگا سفید فام آدمی دکھائی دیا اس کے پیچھے کئی السیشئن کتے تھے۔! اس نے غالباً مڑ
کر کتوں سے ہی کہا تھا۔ "میرے دوستو! تم یہیں ٹھہرو گے.... اگر میرے ساتھ کوئی کمرے میں
داخل ہوا تو گولی مار دوں گا۔ کیوں کہ مس فراہام کتوں سے نفرت کرتی ہیں۔!"

"میں اس وقت مشغول ہوں مسٹر رچمنڈ....!" مورلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری مشغولیت میں مخل نہیں ہوں گا۔ صرف دو باتیں کرنی ہیں کیا میں اندر آجاؤں۔!"

اور پھر مورلی کے جواب کا انتظار کئے بغیر کمرے میں داخل ہو گیا۔ مضبوط ہاتھ پیر اور کسرتی
جسم کا آدمی تھا۔ آنکھوں سے تند خوئی بھی جھلکتی تھی اور ہونٹوں کی بناوٹ تو سچ مچ ایسی ہی تھی
کہ وہ مورلی کے بیان کے مطابق سور کی تھوتھنی معلوم ہوتے تھے۔ عمر چالیس سال سے زیادہ نہ

رہی ہوگی۔

اس نے کمرے میں گھستے ہی کہنا شروع کر دیا۔ "میں یہاں کی آب و ہوا سے تنگ آ گیا ہوں۔ میرے کتے سخت پریشان ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں۔!"

"بھلا میں کیا کر سکوں گی اس سلسلے میں۔!" موریلی نے بے بسی سے کہا۔

"کوئی نیک مشورہ تو دے ہی سکو گی۔!"

"افسوس کہ میں اس وقت کوئی مشورہ نہیں دے سکوں گی۔!"

"کیوں....؟ اوہ آپ کی تعریف....!" اب وہ عمران کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"مرزا نسیم بیگ بہت اچھے آرٹسٹ ہیں۔!"

"میں ہاروے رچمنڈ ہوں۔!" اس نے عمران کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے دوسرے ہی لمحے میں محسوس کیا کہ وہ طاقتور بھی ہے۔!"

اس نے کچھ کہے بغیر اس سے مصافحہ کیا اور اس کے بعد بھی خاموش ہی رہا۔

"کس قسم کے آرٹسٹ ہیں آپ....؟" رچمنڈ نے اس سے پوچھا۔

"ہر قسم کا آرٹسٹ ہوں۔!" عمران نے جواب دیا اور موریلی جلدی سے بول اٹھی۔ "تصویریں بناتے ہیں اور مغل آرٹ خاص موضوع ہے۔ یہ دیکھو۔!" اس نے عمران کی لائی ہوئی تصویریں اس کی طرف بڑھا دیں اور وہ انہیں اسی طرح دیکھتا رہا جیسے حقیقتاً ان کی طرف متوجہ نہ ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے مضحکانہ انداز میں پوچھا۔

"کیا یہ آدمیوں کی تصویریں ہیں۔!"

"آدمیوں کو تو آدمیوں ہی کی نظر آتی ہیں۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"کیا مطلب....؟" وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کتوں کو دکھاؤ تو بھونکنے لگیں گے۔!" عمران نے بھولے پن سے کہا۔

"یہ دیسی آدمی کس قسم کی باتیں کرتا ہے۔!" اس نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم....!"

"اچھا اب مجھے اجازت دیجئے۔!" عمران جلدی سے بولا۔

"پلیز مسٹر نسیم.... کل ضرور آنا.... میں تمہاری منتظر رہوں گی۔!" موریلی اٹھتی ہوئی

بولی۔ اس نے عمران سے مصافحہ کیا اور عمران دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دوسری صبح بلیک زیرو نے ٹرانس میٹر پر عمران سے رابطہ قائم کر کے کہا۔ "لڑکی نے اس آدمی کی جو پہچان بتائی ہے اس سے ایک کہانی بھی وابستہ ہے۔!"

اور پھر کہانی سنانے کے بعد کہا۔ "پیشانی کے جس حصے پر بچھو کی شکل کا داغ ہے اسے چھپایا جاسکتا ہے۔!"

"لیکن یہ لوگ پگڑی استعمال نہیں کرتے۔!" عمران نے پُر تاسف لہجے میں کہا۔

"زخمی پیشانی پر پٹی تو باندھی جاسکتی ہے۔!" بلیک زیرو کی آواز آئی۔

"بس پھر اخبارات میں اشتہارات شائع کرادو کہ ہر اس شخص کو مبلغ پانچ سو روپے نقد انعام دیئے جائیں گے جو تمہارے سامنے پیشانی پر پٹی باندھ کر آئے گا۔!"

"میں نہیں سمجھا جناب....!"

"لغویات میں نہ پڑو....!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر وہ لڑکی جھوٹ بولتی ہوگی۔!"

"تمہیں یہ معلومات کس ذریعے سے حاصل ہوئیں۔!"

"وہ جوزف سے روزانہ ملتی ہے.... اسی کو بتائی تھیں یہ باتیں۔!"

"اب ختم کرو یہ قصہ....!" عمران نے کہا اور پھر بقیہ باتیں کوڈ ورڈز میں ہوئیں اس نے بلیک زیرو سے کہا۔ "فرینڈز اے براڈ کلب پر کڑی نظر رکھو.... اور وہاں کے ممبروں کے متعلق پوری معلومات بہم پہنچاؤ کوشش کرو کہ ان کی تصاویر حاصل ہو سکیں وہاں ایک آدمی ہاروے رچمنڈ نام کا آتا ہے اس کے ساتھ گیارہ عدد السیشئن کتے ہوتے ہیں خصوصیت سے اس کی نگرانی بے حد ضروری ہے اور قیدی کا خیال رکھنا اسے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے اوور اینڈ آل....!"

عمران نے ٹرانس میٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

آج اسے سب سے اہم کام یہ کرنا تھا کہ فیاض کو ہاروے رچمنڈ تک پہنچنے سے روک دیتا اس کی شخصیت ایسی ہی تھی کہ بہت تھوڑے دنوں میں شہر بھر میں مشہور ہو جاتا۔ موریلی کے بیان کے مطابق اسے یہاں آئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے۔

ناشتے کے بعد عمران ہوٹل سے باہر آیا۔ ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ سے سر سلطان کے نمبر ڈائیل کئے ان سے رابطہ قائم کرنے میں دیر نہیں لگی۔

"کیس کی نوعیت بدل گئی ہے۔!" اس نے انہیں اطلاع دیتے ہوئے کہا۔ "فیاض کے محکمے کو اس سے نہ صرف بظاہر ہی سروکار ہونا چاہئے۔ حقیقتاً دستکش ہو جانا چاہئے ورنہ کھیل بگڑ جائے گا۔!"

"آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔!"

"یہ میرے محکمے کا کیس ہے۔!" عمران بولا۔

"کھل کر کہو....!"

"فون پر تفصیل میں نہیں جانا چاہتا.... فیاض کو اب تک جتنی معلومات حاصل ہو چکی ہیں انہیں پر اکتفا کرے اور خاموش بیٹھے۔ متعلقہ لوگوں کو یقین دلانے کی کوشش کرتا رہے کہ وہ کیس کے سلسلے میں تفتیش کر رہا ہے۔!"

"اچھی بات ہے....!" کچھ دیر بعد سر سلطان کی آواز آئی۔ "اور کچھ....؟"

"جی نہیں.... بس شکریہ....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

"دفعتاً ایک نیا خیال اس کے ذہن میں ابھرا.... وہ سوچنے لگا کہ اسے رچمنڈ کے بارے میں پچھلی ہی رات مکمل ترین معلومات حاصل کرنی چاہئے تھیں کہیں یہ فراڈ نہ ہو۔ پولیس کو غلط راہ پر ڈالنے کے لئے رچمنڈ اس ہیئت کذائی کے ساتھ منظر عام پر لایا گیا ہو۔! فیاض کے ہاتھ لگنے والی ڈائری میں کسی ایسے آدمی کا تذکرہ کیا گیا تھا جس کے ساتھ جانوروں کی فوج ہو گی! ڈائری فیاض کے پاس سے غائب ہو گئی تھی۔ لیکن غائب کرنے والے یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ فیاض نے اس کا ایک ایک لفظ بغور پڑھا ہو گا۔ لہٰذا ممکن ہے، کہ اسے الجھانے کے لئے یہ حرکت کی گئی ہو۔ ورنہ اس قسم کے لوگ تو اپنی پبلسٹی سے کوسوں دور بھاگتے ہیں اور پھر بھلا اس طرح درجن بھر کتے ساتھ لئے پھرنے کی کیا افادیت ہو سکتی ہے۔!

عمران نے بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر دیکھا لیکن اور کوئی امیدوار موجود نہیں تھا لہٰذا اس نے دوبارہ دروازہ بند کر کے فیاض کے نمبر ڈائیل کئے۔

"تم کہاں سے بول رہے ہو....!" فیاض نے چھوٹتے ہی سوال کیا۔

"یار کیوں میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔!" عمران جھنجھلا کر بولا۔ "ویسے اگر میری لاش ہی دیکھنے کی

خواہش ہو تو تمہارے گھر آ کر کسی ایسے مصنف کا مزاحیہ ادب پڑھنا شروع کر دوں جو اسے مزاحیہ ادب بنانے کے لئے کتاب کے سرورق پر اپنی قہقہہ لگاتی ہوئی تصویر چھاپتا ہو۔!"

"بکواس کرنے کے لئے فون کیا تھا....!" فیاض دوسری طرف سے غرایا۔

"بات غیر متعلق ضرور ہے لیکن حال ہی میں مزاحیہ ادب کی یہ نئی تعریف دریافت ہوئی ہے۔!"

"شٹ اپ....!"

"اب کام کی بات سنو!" عمران نے بائیں ہاتھ سے سر کھجاتے ہوئے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "کیا تم کسی ایسے آدمی کا سراغ پانے میں کامیاب ہو گئے ہو جس کے ساتھ جانوروں کی فوج رہی ہو۔!"

"ہاں.... نہیں.... کیوں....؟"

"بس یونہی پوچھ رہا ہوں۔!"

"دیکھو عمران! یہ الگ بات ہے کہ میری وجہ سے تمہیں بعض خطرات سے دوچار ہونا پڑا مجھے اس پر شدید شرمندگی بھی ہے لیکن تم ان معاملات میں ٹانگ نہیں اڑاؤ گے۔"

"ٹانگ فالتو نہیں ہے میری....!" عمران بولا۔ "میں تو یونہی پوچھ رہا تھا۔!"

"ممکن ہے ہاروے رچمنڈ تمہاری نظر میں آ گیا ہو.... لیکن تم اس سے دور ہی رہو گے۔!"

"گڈ....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "لیکن سوپر فیاض کم از کم اتنا تو بتا ہی دو گے کہ وہ تمہاری نظر میں کیسے آیا تھا۔!"

"میں بتا سکتا ہوں لیکن تم وعدہ کرو کہ اس سے دور ہی رہو گے۔!"

"چلو وعدہ رہا۔!"

"بس وہ اتفاقاً ہی نظر آ گیا....!"

"کب اور کہاں....؟"

"پرسوں میں آفس سے نکل رہا تھا.... کہ وہ سڑک کے کنارے اپنی اسٹیشن ویگن کا بونٹ اٹھائے ہوئے نظر آیا تھا....! غالباً انجن میں کوئی خرابی آ گئی تھی۔ اسٹیشن ویگن کے پچھلے حصے میں گیارہ عدد السیشئن بھرے ہوئے تھے۔!"

"تمہیں لازمی طور پر وہ ڈائری یاد آئی ہو گی۔!"

"قطعی....!"

"اور پھر تم نے اس کی نگرانی شروع کرادی ہوگی۔!"

"ہوں.... ہوں.... ختم کرو.... یہ بتاؤ کہ میں تمہارے لئے کیا کرسکتا ہوں۔!"

"دو چار فقیروں کو کھانا کھلادو.... اور مغفرت کے لئے دعا کرو۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "وہ شکاری کتوں کی طرح پورے شہر میں میری بو سونگھتے پھر رہے ہوں گے۔!"

"آخر تم ہو کہاں؟"

"جہاں بھی ہوں ایک منٹ بعد وہاں نہیں ہوں گا۔ کیونکہ تمہارا کوئی ماتحت دوسرے فون پر ایکسچینج سے رابطہ قائم کرکے اس فون کا نمبر معلوم کرنے کی کوشش کررہا ہوگا۔ اچھا ٹاٹا....!"

"سنو تو سہی....!" دوسری طرف سے آواز آئی لیکن عمران نے سلسلہ منقطع کردیا.... اور تیزی سے باہر نکل کر دوسرے فٹ پاتھ پر جا کھڑا ہوا پھر آدھا منٹ بھی نہیں گذرا تھا کہ پولیس کی ایک پٹرول کار ٹھیک ٹیلی فون بوتھ کے سامنے آکر رکی۔ دو تین سادہ لباس والے اس سے اتر کر بوتھ کی طرف جھپٹے۔ اتنے میں عمران بھی ایک خالی ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کرچکا تھا۔

"سیدھے چلو.... میں بتاؤں گا۔!" اس نے پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ فیاض اسے ہرگز کچھ نہ بتاتا لیکن الجھائے رکھنے کے لئے ہاروے رچمنڈ کے بارے میں بھی گفتگو شروع کردی تھی۔ مقصد یہی تھا کہ جتنی دیر میں اس کے آدمی ٹیلی فون بوتھ تک پہنچیں وہ وہیں موجود رہے۔

اس ٹیلی فون بوتھ سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر عمران نے ٹیکسی چھوڑ دی اور یہاں بھی ایک ٹیلی فون بوتھ میں جا گھسا۔

اب وہ.... فرینڈز اے براڈ کے نمبر ڈائیل کررہا تھا۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مس فراہام پلیز....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کون صاحب ہیں....؟"

"مرزا نسیم بیگ....!"

"ہولڈ آن کیجئے۔!"

کچھ دیر بعد بھرائی ہوئی سی نسوانی آواز آئی۔ "ہیلو مسٹر بیگ....!"

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ خواہ مخواہ آپ کو تکلیف دی۔!"

"نہیں کوئی بات نہیں.... فرمایئے۔!"

"میں آپ کو وہ تصاویر بذریعہ ڈاک بھجوادوں گا.... خود نہ آسکوں گا۔"

"کیوں....؟ کیوں....؟"

"پچھلی رات میں نے اپنی سخت توہین محسوس کی تھی۔!"

"اوہ اسے بھول جاؤ رچمنڈ کریک ہے۔ تمہارے جانے کے بعد اس نے تم سے متعلق کسی قسم کی گفتگو نہیں کی تھی۔!"

"کچھ بھی ہو....!"

"بات تو سنئے میں سوچ رہی ہوں کہ اس کا نام کلب کی رکنیت سے خارج کرادوں.... اس کے خلاف دوسرے ممبروں سے احتجاج کراؤں گی۔!"

"کیا وہ پہلے دن بھی کتوں سمیت آیا تھا....؟"

"نہیں.... یہ حرکت اس نے ادھر ہی سے شروع کی ہے۔!"

"اندازاً کتنے عرصے سے۔!"

"یہی دو تین دن سمجھ لیجئے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "مسٹر بیگ آپ آج شام کو ضرور آرہے ہیں۔! میں نے چند ممبروں سے آپ کے اس کمال کا تذکرہ کیا تھا۔ وہ بے حد مشتاق ہیں۔!"

"میں سوچوں گا۔!"

"نہیں آپ آئیں گے۔!" دوسری طرف سے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا گیا۔

"اچھی بات ہے....!" عمران نے مردہ سی آواز میں کہا اور سلسلہ منقطع کردیا۔ چند لمحے خیالات میں گم رہا پھر سر سلطان کے نمبر ڈائیل کئے۔

دوسری طرف سے اس بار سر سلطان ہی نے ریسیور اٹھایا۔ عمران کی آواز سن کر جھنجھلائے ہوئے انداز میں بولے۔ "اب کیا ہے....؟"

"فیاض جو کچھ کررہا ہے اسے کرنے دیا جائے۔!" عمران نے کہا اور دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر سلسلہ منقطع کردیا۔

پھر بوتھ سے باہر آیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ ایک بار پھر دانش منزل واپس جانا پڑے گا۔ڈیوڈ کو روکے رکھنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ موجودہ حالات کی بناء پر اس کا وجود سیکرٹ سروس والوں کے لئے زیادہ سود مند ثابت نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہے کہ باہر آنے کے بعد ہی وہ کسی نہ کسی طرح ان کی رہنمائی کر سکے۔

ہوٹل واپس آکر عمران نے پھر بلیک زیرو سے ٹرانس میٹر پر رابطہ قائم کیا اور کوڈ ورڈز میں اسے ہدایات دینے لگا۔

"دیکھو.....!رچمنڈ کے سلسلے میں تمہیں جو ہدایات پہلے مل چکی ہیں انہیں منسوخ سمجھو..... قیدی کا کیا حال ہے۔!"

"مختلف قسم کی بکواس جاری ہے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔"کبھی کہتا ہے مجھے چھوڑ دو کبھی کہتا ہے نہیں اس وقت تک رکھو جب تک کہ ڈاڑھی نہ بڑھ جائے۔ اس طرح وہ آسانی سے پہچانا نہ جاسکے گا۔ کبھی کہتا ہے وہ مجھے مار ڈالیں گے کبھی کہتا ہے کہ وہ خود ہی مر جانا چاہتا ہے۔ پھر ڈرنا کیسا.....؟"

"ٹھیک ہے.....!لیکن میں اسے باہر لانا چاہتا ہوں اور ڈاڑھی بڑھنے کا انتظار نہیں کر سکتا..... تم اسے بند گاڑی میں رانا پیلس لے جاؤ..... بے ہوش کئے بغیر کمرے سے باہر مت نکالنا..... بے ہوش کرنے کے لئے لکوئڈ تھرٹین شراب میں ملا کر دو.....رانا پیلس پہنچ کر مجھے مطلع کرنا۔!"

"بہت بہتر جناب.....!"

"اوور اینڈ آل.....!" عمران نے کہا اور سوئچ آف کر دیا۔

حقیقتاً وہ ابھی تک فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ ڈیوڈ کے بیانات میں کس حد تک صداقت تھی۔ ایک اچھا ایکٹر بھی ایسے حالات میں اتنا ہی کامیاب ہو سکتا ہے جتنا کہ ایک سیدھا سادہ آدمی۔ پھر فی الحال اسی پر پوری طرح توجہ کیوں نہ دی جائے۔!

بلیک زیرو ڈیوڈ کو حسب ہدایت بیہوش کر کے رانا پیلس میں لے آیا تھا اور عمران کو اس کی اطلاع دی تھی اور اب دوسری ہدایت کے مطابق ڈیوڈ سے گفتگو کرنے جا رہا تھا۔

"تم لوگوں نے شاید اب مجھے کسی دوسری جگہ منتقل کیا ہے۔!" اس نے بلیک زیرو کو دیکھتے ہی کہا۔

"وہم ہے تمہارا.....!" بلیک زیرو مسکرایا۔"صرف دوسرے کمرے میں منتقل کئے گئے ہو۔!"

"لیکن مجھے اس منتقلی کا علم کیوں نہ ہو سکا۔!"

"پیتے ہو تو پیتے ہی چلے جاتے ہو۔ میں نے تمہیں اس کمرے میں بیہوش پایا تھا۔!"

ڈیوڈ کے چہرے پر الجھن کے آثار نظر آئے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے یادداشت کو یکجا کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔!"

پھر وہ بے بسی سے بولا۔"شاید ایسا ہی ہوا ہو.....!"

"تم نے ابھی تک اس سلسلے میں کوئی واضح جواب نہیں دیا۔!" بلیک زیرو نے کہا۔

"کس سلسلے میں.....!"

"یہی کہ تمہیں رہا کیا جائے یا نہیں.....!"

"میں اپنی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتا۔!"

"لیکن میرے باس کو تو تم نے اس پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ کسی چیز کی تلاش میں ان لوگوں کا ہاتھ بٹائے۔!"

"میری خام خیالی تھی.....نہ میں اس چیز کی نوعیت سے واقف ہوں اور نہ اہمیت سے.....اور پھر کیا ضروری ہے کہ وہ اس مسئلے پر مجھ سے اتفاق کریں۔!"

"خیر چھوڑو.....ہم جلد سے جلد تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔!"

"تم نے کہا تو تھا کہ بس اتنے دن اور ٹھہرو کہ میری ڈاڑھی بڑھ جائے اور میں اپنے بالوں میں خضاب لگا کر یہاں سے نکلنے کے قابل ہو سکوں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس صورت میں وہ مجھے آسانی سے نہ پہچان سکیں گے۔!"

"لیکن اس ہیئت کذائی میں تم سفر کیسے کر سکو گے کیا تمہارے کاغذات تمہارے حلئے کی نفی نہ کریں گے۔!"

"وہ سب کچھ میں کر لوں گا۔اب اپنے ملک کون واپس جائے گا۔!"

"لیکن یہاں ایسی صورت میں تم کیسے رہ سکو گے۔ میں نے تصدیق کر لی ہے کہ تم زیر تعمیر بجلی گھر کے انجینئروں میں سے ہو۔!"

"میرے دوست.....!میرا دماغ نہ چاٹو.....!" ڈیوڈ نے جھنجھلا کر کہا۔

"ایک کارتوس ضائع کردینا ہنسی کھیل نہیں ہے.... ویسے اگر ہم اس میں رتی برابر بھی فا
دیکھتے تو یقینی طور پر....!"

"ٹھہرو....!" ڈیوڈ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے سوچنے دو۔!"

"سوچتے رہو....! لیکن میرے پاس ایک معقول تجویز ہے۔!"

"وہ کیا....؟"

"میں فوری طور پر تمہاری شکل تبدیل کر سکتا ہوں۔!"

"وہ کیسے....؟"

"ناک کی بناوٹ کسی قدر بدل دوں گا اور آنکھوں کے نیچے والے گڑھے اس طرح سپا
ہو جائیں گے جیسے جاپانیوں کے ہوتے ہیں۔!"

"میک اپ کا کوئی بھروسہ نہیں۔!" ڈیوڈ مایوسی سے سر ہلا کر بولا۔

"میں پلاسٹک میک اپ کی بات کر رہا ہوں.... شاید قریب سے دیکھنے والے بھی اس پر میک
اپ کا شبہ نہ کر سکیں۔!"

"اوہ.... تب تو.... ٹھیک ہے....!"

"میرے ساتھ آؤ....!" بلیک زیرو نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد ڈیوڈ احمقانہ انداز میں قد آدم آئینے کے سامنے کھڑا اس طرح ہکلایا تھا جیسے بو
سیکھ رہا ہو۔

شکل بالکل بدل گئی تھی۔

"مم.... میرا دعویٰ ہے کہ اب مجھے میری ماں بھی نہ پہچان سکے گی۔ لل لیکن.... م
جاؤں گا کہاں.... وہ میری قیام گاہ کی کڑی نگرانی کر رہے ہوں گے۔!"

"جہنم میں جاؤ....!" بلیک زیرو پیر پٹخ کر بولا۔ "نہیں جاؤ گے تو دھکے دے کر نکلوا دوں گا۔!"

"اچھی بات ہے۔ چلا جاؤں گا لیکن اسی شرط پر کہ تم میرے لئے کچھ نقدی بھی مہیا کرو گے۔!"

"یک نہ شد دو شد!" بلیک زیرو بھنا کر بولا۔ "اب آپ کے لئے مالی امداد بھی مہیا کی جائے۔!"

"بالکل....! ورنہ میں بھوکا مر جاؤں گا.... قیام گاہ کی طرف رخ نہیں کر سکتا۔!"

"کوئی اکاؤنٹ ہے کسی بنک میں۔!"

"ہاں نیشنل بنک کی صدر برانچ میں لیکن میں جانتا ہوں کہ اسے بھی چھیڑنا موت ہی کو
وت دینا ہوگا۔!"

"اکاؤنٹ نمبر بتاؤ.... شاید اس سلسلے میں بھی کچھ کیا جاسکے۔!"

"چھ سو اٹھتر.... ایس بی....!"

"صدر برانچ کے کچھ لوز چیکوں پر دستخط کر دو....!"

"ک.... کیوں....؟"

"احمق آدمی تاکہ تم وہاں سے اپنے روپے نکلوا سکو.... ورنہ بھیک مانگنے کی نوبت آجائے گی
ہاں۔!"

"لاؤ.... مجھے امید ہے کہ تم لوگ ایک بے بس آدمی کے ساتھ کوئی فراڈ نہیں کرو گے۔!"

بلیک زیرو اس کے لئے نیشنل بنک کی صدر برانچ کے کچھ لوز چیک لایا.... ڈیوڈ نے ان پر
پے دستخط بنا دیئے.... اور بار بار یہی کہتا رہا کہ اس کے ساتھ کوئی فراڈ نہ کیا جائے۔!

بلیک زیرو نے سوچا کہ اس کے یہاں سے چلے جانے سے قبل ہی اس اکاؤنٹ کے بارے میں
علومات حاصل کر لی جائیں تو بہتر ہے۔!"

اس وقت چار بج رہے تھے بنکوں کی دوسری شفٹ شروع ہونے میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔
اس نے فون پر صفدر سے رابطہ قائم کر کے اس کے بارے میں ہدایات دیں اور پھر ایک گھنٹہ بعد
فدر کی کال ریسیو کی۔

وہ کہہ رہا تھا۔ "یہ اکاؤنٹ صدر برانچ میں موجود ہے۔ لیکن نوئیل ڈیوڈ کی طرف سے بنک کو
دایت ملی ہے کہ اس کے اکاؤنٹ سے کوئی ادائیگی نہ کی جائے۔ اگر کوئی اس پر مصر ہو تو اسے کاؤنٹر
ہی پر روک کر فون نمبر تین چھ چار آٹھ نو پر اطلاع دی جائے اور سنئے.... یہ نمبر دراصل کریم
ے کے پولیس اسٹیشن کے ہیں۔! لہٰذا میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپ کو اطلاع دیئے بغیر
آگے چھان بین شروع کروں۔!"

"ٹھیک ہے....!" بلیک زیرو نے ایکس ٹو کی سی بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "دوسرے احکامات
انتظار کرو۔!"

سلسلہ منقطع کر کے وہ پھر ڈیوڈ کے پاس آیا۔

ڈیوڈ نے یہ نئی کہانی سنی اور آپے سے باہر ہو گیا۔ ایک ہی سانس میں نہ جانے کتنی گالیاں کی زبان سے نکلی تھیں۔

اور پھر کچھ دیر بعد دماغ ٹھنڈا ہو جانے پر اس نے کہا تھا۔ "وہ مجھے زندہ نہیں دیکھنا چاہتے۔!"

ٹھیک اسی وقت دوسرے کمرے میں فون کی گھنٹی بجی۔

بلیک زیرو کو پھر واپس آنا پڑا۔ کال عمران کی تھی۔

وہ اس سے پوچھ رہا تھا کہ نوئیل ڈیوڈ کو کس وقت وہاں سے رخصت کیا جائے گا۔!

"ایک نیا ڈیولپمنٹ ہوا ہے....!" بلیک زیرو نے اصل سوال کا جواب دینے کی بجائے کہا نیشنل بنک والی کہانی دہرا دی۔

"بہت اچھے....!" دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔ "اب ڈیوڈ کو وہیں روکو.... اپ بھی برقرار رہنے دو۔ جب جیسی ضرورت سمجھوں گا اسی کے مطابق اس سے کام لیا جائے تم اس سے کہہ سکتے ہو کہ حالات کے نئے موڑ کے مطابق باہر اس کے لئے خطرات بڑھ ہیں۔ بہر حال اب تم اس معاملے میں میری نئی ہدایات کے منتظر رہو گے۔!"

بلیک زیرو نے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر خود بھی ریسیور رکھ دیا۔

عمران نے گھڑی دیکھی.... بنکوں کی دوسری شفٹ ختم ہونے میں ابھی آدھا گھنٹہ باقی وہ ہوٹل سے باہر آ گیا.... اگلی گلی کے موڑ پر پبلک ٹیلی فون بوتھ تھا۔ بوتھ میں داخل ہو کر ا نے دروازہ بند کیا اور اندر سے چٹخنی چڑھا دی۔ پھر کریم پور کے تھانے کے نمبر ڈائیل کئے۔

دوسری طرف سے کسی نے ریسیور اٹھایا۔

"ہم نیشنل بنک صدر برانچ سے بول رہے ہیں۔!"

"اکاؤنٹ نمبر چھ سو اٹھتر کا معاملہ ہے....؟" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جی ہاں....!"

"لیکن انچارج صاحب تو موجود نہیں ہیں۔!" دوسری طرف سے پوچھا گیا۔ "کوئی پیغام لکھوا دیجئے۔!"

"میں انہی سے بات کرنا چاہتا ہوں....!" عمران نے کہا! "رانا صاحب ہیں۔!"

"جی ہاں....!"

"ان سے کہہ دو مجھ سے ٹھیک سات بجے.... ٹپ ٹاپ نائٹ کلب میں مل لیں بے حد ضروری ہے۔!"

"آپ کا نام....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ لیکن عمران نے جواب دیئے بغیر سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب اس نے فرینڈز اے براڈ کلب کے نمبر ڈائیل کر کے مس موریلی فراہام سے رابطہ قائم کرنا چاہا۔ لیکن دوسری طرف سے بولنے والے نے اس کی عدم موجودگی کی اطلاع دی۔

"پیغام لکھ لو....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "مرزا نسیم بیگ کی طرف سے ہے۔ آج میں بعض مصروفیات کی بناء پر نہیں آسکوں گا۔ لیکن کل شام میرا انتظار ضرور کیا جائے۔!"

سلسلہ منقطع کر کے وہ بوتھ سے باہر آ گیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس معاملے کی نوعیت باضابطہ ہوتی تو پولیس اسٹیشن کا کوئی بھی ذمہ دار بنک والوں کی کال پر انہیں اس سلسلے میں ہدایات دے سکتا تھا۔ ہدایات کے لئے انچارج کی عدم موجودگی کا عذر پیش کرنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ وہ معاملہ انچارج ہی کی حد تک نجی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے لئے خود پولیس اسٹیشن میں کوئی تحریری کارروائی نہیں کی گئی۔

تھانے کا انچارج رانا اس سے اچھی طرح واقف تھا اور ان لوگوں میں تھا جو کسی نہ کسی طرح عمران کے احسان مند تھے۔ عمران نے بعض کیسوں کی تفتیش میں اس کی رہنمائی کی تھی اور یوں بھی وہ اس عہدے تک پہنچنے کے لئے عمران کے والد رحمان صاحب کا مرہون منت بھی تھا۔

بہر حال عمران اس سے اس سلسلے میں بالمشافہ گفتگو کر سکتا تھا۔ لہٰذا اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس سے میک اپ میں نہیں ملے گا۔

شام کو ہوٹل سے نکلا تو مرزا نسیم بیگ کے میک اپ میں نہیں تھا۔ البتہ چہرہ چھپائے رکھنے کے لئے اس نے اوور کوٹ کا کالر اٹھا دیا تھا اور فلٹ ہیٹ کا گوشہ پیشانی پر جھکا لیا تھا۔

ٹپ ٹاپ نائٹ کلب سے کچھ فاصلے ہی پر اس نے ٹیکسی رکوائی اور نیچے اتر گیا سات بجنے میں پندرہ منٹ باقی تھے۔ وہ آہستہ آہستہ کلب کی عمارت کی طرف چلنے لگا۔ اس فکر میں تھا کہ باہر ہی رانا سے ملاقات ہو جائے کلب میں نہ جانا پڑے۔

ضروری نہیں تھا کہ اس کی یہ خواہش پوری ہی ہو جاتی لیکن اتفاقات کو کیا کیا جائے۔ رانا اور وہ دونوں ساتھ ہی کمپاؤنڈ کے پھاٹک کے قریب پہنچے تھے۔ مخالف سمت سے آکر رانا نے اپنا اسکوٹر فٹ پاتھ سے لگایا تھا۔

وہ سیٹ سے اتر ہی رہا تھا کہ عمران سر پر پہنچ گیا۔

"ہلو رانا.... ہاؤڈو یوڈو.... نائس!" امریکن لہجے میں عمران چہکا۔

"فائن.... فائن.... اوہ.... آپ....!" رانا نروس نظر آنے لگا تھا۔

"کہو.... ادھر کیسے....؟" عمران بے تکلفی سے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"وہ دراصل.... سات بجے ایک اپائنٹمنٹ.... کیا آپ بھی اندر ہی چل رہے ہیں۔"

"ہرگز نہیں.... نہ میں اندر جارہا ہوں اور نہ تم جاؤ گے۔!"

"کک.... کیوں....!"

"تمہارا وہ اپائنٹمنٹ مجھ سے ہی تھا۔!"

"کیا مطلب....؟" رانا کے لہجے سے بہت زیادہ حیرت ظاہر ہو رہی تھی۔

"مطلب میں بتادوں گا لیکن تم مجھ سے جھوٹ نہیں بولو گے۔!"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں.... لیکن میں جھوٹ کیوں بولوں گا! ٹھہریئے کیا آپ ہی نے نیشنل بنک کے حوالے سے....!"

"بالکل....!" عمران نے اسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔

"آپ مجھے الجھن میں ڈال رہے ہیں۔ بھلا آپ کا اس معاملے سے کیا تعلق....!"

"بہت گہرا تعلق ہے.... تم جانتے ہو کہ میں بہت واہیات آدمی ہوں لیکن وطن دشمنی میرے بس سے باہر ہے اور میں تمہیں بھی غدار نہیں سمجھتا۔!"

"خدا کی پناہ....! کیا میں کسی جال میں پھنس گیا ہوں؟" رانا ایک قدم پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ تم نادانستگی میں.... خیر.... چھوڑو.... تم سے کس نے کہا کہ تم اکاؤنٹ نمبر چھ سو اٹھتر سیز کرادو.... میرا خیال ہے کہ یہ کسی ضابطے کی کارروائی کے تحت نہیں ہوا۔ ورنہ تمہارا ہیڈ کلرک اس کے بارے میں گفت و شنید صرف تمہاری ہی ذات تک کیوں محدود کر دیتا۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں....!" رانا کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"مناسب یہی ہے کہ ہم یہیں کھڑے کھڑے گفتگو کریں اور رخصت ہو جائیں۔!"

"میں اس آدمی نوئیل ڈیوڈ سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہوں۔ دراصل پرسوں کریم پورے کے بیرونی طبی مشن والے ہسپتال کی ایک نرس مجھ سے ملی تھی۔ مس گرٹروڈ لمیز نام ہے اس نے اپنی دکھ بھری کہانی سنا کر مدد طلب کی تھی۔ اس کے بیان کے مطابق یہ آدمی نوئیل ڈیوڈ اس کا منگیتر ہے وہ اس سے بے اندازہ محبت کرتی ہے۔ اس کے بیان کے مطابق وہ اپنی کمائی کا بیشتر حصہ اس کے حوالے کرتی رہی تھی لیکن اس نے بے وفائی کی۔! اسے چھوڑ کر غائب ہو گیا۔ اس کی دانست میں اس نے کسی دوسری عورت کے چکر میں پڑ کر اپنی جائے رہائش بدل دی ہے۔ اس نے کہا کہ میں اسے ڈھونڈ نکالنے میں اس کی مدد کروں۔! آپ جانتے ہی ہیں عورت کے آنسو کیا کچھ نہیں کر سکتے اور پھر جبکہ وہ خوبصورت بھی ہو۔!"

رانا خاموش ہو کر ڈھٹائی سے ہنسا اور عمران بھی اس ہنسی میں شامل ہو گیا۔

"بہر حال....!" رانا نے کچھ دیر بعد کہا۔ "ڈھونڈ نکالنے کے سلسلے میں بنک اکاؤنٹ والی تجویز اس کی تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ خود اس بات کی تحقیق کر چکی ہے اس کا اکاؤنٹ بالکل ہی صاف نہیں ہے....؟ کچھ رقم ہے وہ اسے نکلوانے کی کوشش کرے گا اور میں ایک پولیس آفیسر ہونے کی حیثیت سے ڈیوڈ ہی کا حوالہ دے کر بنک والوں کو اس اکاؤنٹ کے بارے میں کسی بھی قسم کی ہدایات دے سکتا ہوں۔ بات میری سمجھ میں آگئی۔ میں برانچ منیجر سے ملا اور اسے بتایا کہ ڈیوڈ کی خواہش کے مطابق میرے علم میں لائے بغیر اس کا کوئی چیک کیش نہ کیا جائے۔ حتیٰ کہ اگر کیش کرانے والا خود کو نوئیل ڈیوڈ ظاہر کرے تب بھی مجھے اطلاع دیئے بغیر رقم نہ دی جائے۔ منیجر نے اسی وقت کاؤنٹر کلرکوں کو اس بات سے آگاہ کر دیا اور مجھے اطمینان دلایا کہ ایسا ہی ہو گا۔!"

"بہر حال یہ ایک بے ضابطہ کارروائی تھی۔!" عمران نے کہا۔

"یقیناً! آپ خود سوچئے! اگر وہ کسی دوسری عورت کے چکر میں پڑ کر اسے چھوڑ گیا ہے تو قانون بھلا اس سلسلے میں کیا کر سکے گا۔ لہٰذا رپورٹ تو لکھی نہیں جا سکتی تھی بہر حال مقصد اسے ڈھونڈ نکالنا تھا جس کا وعدہ میں نے گرٹروڈ سے کر لیا تھا۔!"

"ہوں.... تو وہ پرسوں پہلی بار تمہیں نظر آئی تھی۔!"

"نہیں.... ویسے تو روز ہی دیکھتا تھا۔!" رانا پھر ڈھٹائی سے ہنس کر بولا۔ "پرسوں پہلی بار گفتگو کی نوبت آئی تھی۔!"

"بہر حال پہلے سے تم اسے آتے جاتے گھورتے رہے تھے پرسوں مل بیٹھنے کی خواہش بھی غیر متوقع طور پر پوری ہو گئی۔!"

"چلئے یہی سمجھ لیجئے....! بائی گاڈ اتنی سیکس اپیل ابھی تک کسی عورت میں نہیں نظر آئی۔!"

"اب اس سے دور ہی رہنا۔ خود ہر گز نہ ملنا۔ اگر وہ تم سے ملنے آئے تو مضائقہ نہیں۔ تم نہایت اطمینان سے اسے یقین دلاتے رہو گے کہ ابھی تک ڈیوڈ کا کوئی چیک کیش ہونے کے لئے نہیں آیا۔ رانا تم نہیں سمجھ سکتے کہ کن لوگوں کا کھلونا بننے والے ہو..... بس جتنا میں نے کہہ دیا ہے۔ اس سے آگے نہ بڑھنا۔!"

"آپ مطمئن رہئے۔!"

"اس ملاقات اور اس معاملے کے بارے میں بھی اپنی زبان بند ہی رکھنا۔! اچھا بس اب جاؤ۔!"

"آپ نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔!"

"تمہیں اب کسی الجھن سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ یہ سب کچھ اپنے ذہن سے نکال پھینکو.... میں نہیں چاہتا کہ اس کے سلسلے میں کہیں تمہارا نام آئے۔!"

"بہت بہت شکریہ۔!"

کریم پورہ غریبوں کی بستی تھی۔ چھوٹے چھوٹے کچے مکانات کا سلسلہ دور تک بکھرا ہوا تھا۔ کہیں کہیں ایک آدھ بڑی عمارت بھی نظر آتی لیکن سالخوردگی اور مکینوں کی لاپرواہی کا رونا روتی ہوئی۔

چند سال پہلے یہاں ایک غیر ملکی طبی مشن نے ایک خیراتی ہسپتال قائم کیا تھا۔ اس ہسپتال کا عملہ زیادہ تر غیر ملکیوں ہی پر مشتمل تھا۔ ڈاکٹر اور نرسیں ٹوٹی پھوٹی اردو بول سکتی تھیں۔

نرس گرٹروڈ کو ڈھونڈھ نکالنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ صفدر نے اس کی ڈیوٹی کے اوقات ہی میں اسے جالیا۔

متناسب الاعضاء اور متوسط قد کی یہ نرس بے حد شوخ اور باتونی تھی۔ خود صفدر کو بھی یہی رائے قائم کرنی پڑی کہ غضب کی سیکس اپیل رکھتی ہے عمر زیادہ سے زیادہ بائیس سال رہی ہو گی۔

صفدر نے اسے دیکھا اور ہسپتال کے آس پاس منڈلاتا رہا۔ ایکس ٹو سے اس کی نگرانی کا حکم ملا تھا۔ جائے رہائش کا پتہ لگانا تھا اور ان لوگوں کے متعلق بھی معلومات حاصل کرنی تھیں جن سے اس نگرانی کے دوران میں اس کا ملنا جلنا ہوا۔

ساڑھے دس بجے وہ ایک ڈاکٹر کی کار میں کمپاؤنڈ سے باہر آئی۔ صفدر نے دیکھا اور وہ اپنے اسکوٹر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

پھر دوسرے ہی لمحہ میں وہ کار کا تعاقب کر رہا تھا۔

کریم پورہ کے پولیس اسٹیشن کے سامنے گاڑی رک گئی۔ صفدر نے بھی بریک لگائے۔ رفتار کم ہو گئی۔ صفدر نے نرس گرٹروڈ کو گاڑی سے اترتے دیکھا.... پھر کار اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔

صفدر تھوڑے ہی فاصلے پر اپنا اسکوٹر روک کر اتر پڑا تھا اور اس پر اس طرح جھک گیا تھا جیسے اس میں کوئی خرابی واقع ہو گئی ہو۔

اس نے گرٹروڈ کو عمارت کے اندر داخل ہوتے دیکھا۔

صفدر بدستور اسکوٹر کے انجن پر جھکا رہا۔

دوسری صبح بلیک زیرو نے ٹرانس میٹر پر عمران کو اطلاع دی کہ نرس گرٹروڈ ساڑھے دس بجے شب کو کریم پورہ کے تھانے میں گئی تھی۔ قریب قریب پون گھنٹے تک تھانے کے اندر رہی پھر اپنے کوارٹر میں واپس چلی گئی۔ جو ہسپتال کی کمپاؤنڈ ہی میں واقع ہے۔ صبح پانچ بجے تک کی اطلاع ہے کہ وہ پھر کوارٹر سے باہر نہیں نکلی۔

اس اطلاع پر عمران کو انسپکٹر رانا سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔ ہوٹل کے فون پر گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھ کر اس نے قریبی پبلک ٹیلی فون بوتھ کا سہارا لیا۔

"میں تو پہلے ہی جانتا تھا.... خیر بتاؤ۔!"

"فون پر ناممکن ہے.... آپ کہاں ملیں گے۔!"

"کیا کوئی بے حد ضروری بات ہے۔!"

"بے حد....!"

"اچھی بات ہے.... تو تم ٹھیک گیارہ بجے ہوٹل ذیشان پہنچ جاؤ.... بیس منٹ باقی ہیں۔!"

"بہت بہتر.....!میں آرہاہوں۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

عمران سلسلہ منقطع کر کے باہر نکل آیا..... اس وقت وہ پھر مرزا نسیم بیگ ہی کے میک اپ میں تھا۔

ہوٹل واپس آکر وہ ڈائننگ ہال میں ٹھہرا رہا..... پندرہ منٹ بعد اس نے رانا کو بھی ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے دیکھا..... وہ وردی میں نہیں تھا۔ ایک خالی میز کے قریب بیٹھ گیا۔ عمران نے فوری طور پر اس کے قریب پہنچنے کی کوشش نہیں کی..... وہ اطمینان کر لینا چاہتا تھا کہ کوئی رانا کا تعاقب تو نہیں کرتا رہا۔

مطمئن ہو جانے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر رانا والی میز کے قریب آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ ساتھ ہی اس نے رانا کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار دیکھے لیکن قبل اس کے وہ کچھ کہتا عمران ہی بول پڑا۔

"گالی مت دے بیٹھنا۔ بہروپیے تھانے والوں کی سرکار سے بڑے انعام پاتے ہیں۔!"

"خدا کی پناہ.....!" رانا اچھل پڑا۔ چند لمحے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "یہ آپ ہیں۔!"

"کام کی بات کرو.....!حیرت ظاہر کرنے کے بہت مواقع آئیں گے۔!"

"خدا کی قسم صرف آواز ہی سے پہچان سکا ہوں۔!"

"میں کہہ رہا ہوں وہ بات بتاؤ جس کے لئے دوڑے آئے ہو۔!"

"وہ کل رات پھر آئی تھی۔ لیکن اس بار میرے لئے سچ مچ ایک بہت بڑی الجھن لائی ہے۔!"

"ہوں..... وہ کیا.....؟"

"میں نے شام کا کوئی اخبار نہیں دیکھا تھا۔ اسی نے خبر کی طرف توجہ دلائی یہ نوئیل ڈیوڈ کے متعلق تھی۔ اسی سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایٹمی بجلی گھر تعمیر کرانے والے تین انجینئروں میں سے تھا۔ مقامی حکام کو اس کے اس طرح غائب ہو جانے پر تشویش ہے۔ خبر کے ساتھ ہی محکمہ سراغ رسانی کے سپرنٹنڈنٹ کیپٹن فیاض کا یہ اعلان بھی تھا کہ اگر کوئی ڈیوڈ کے بارے میں جانتا ہو تو اس سے رجوع کرے۔ ڈیوڈ کی تصویر بھی شائع ہوئی تھی۔ یقین کیجئے میں اس اعلان کو دیکھ کر بری طرح نروس ہو گیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ اس کا نام نہ آنے پائے۔ میں نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے۔

لگاوٹ کے انداز میں بولی سب کچھ ممکن ہے اگر بنک والے تمہارے آفیسروں تک یہ کہانی پہنچا دیں تو تم نہایت آسانی سے انہیں غلط راہ پر لگا سکتے ہو۔! کہہ دینا ایک بوڑھے غیر ملکی نے تم سے کہا تھا کہ وہ نوئیل ڈیوڈ ہے اور کچھ لوگ اس کی بنک میں جمع شدہ رقم جعلسازی سے ہتھیانا چاہتے ہیں اسے یقین ہے کہ کسی نے اس کے دستخط کی من و عن نقل اتارنے کی کوشش کی ہے۔ تم اس کی استدعا پر بنک کو ہدایت دیتے ہو۔ لیکن جب یہ خبر شائع ہوئی ہے اور تم نوئیل ڈیوڈ کی تصویر دیکھتے ہو تو اسے اس بوڑھے سے مختلف پاتے ہو۔! پھر فوراً ہی تمہیں خیال آتا ہے کہ مذکورہ آفیسر سے مل کر یہ موقع بیان کر دو.....؟"

رانا خاموش ہو گیا.....! عمران اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"پھر میں کیا بتاؤں.....!" رانا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے اس سے وعدہ کرنا ہی پڑا کہ میں یہی کروں گا کہنے لگی یقین نہیں آتا۔ اچھا مجھے پیار کرو تب میں یقین کر لوں گی کہ تم مجھے دھوکہ نہیں دو گے۔!"

"اور تم نے یقین دلا دیا ہوگا۔!" عمران مسکرا کر بولا۔

"دلانا ہی پڑا.....!" رانا نے جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"اچھا تو پھر.....!"

یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ بنک کا برانچ منیجر اور میں ساتھ ہی کیپٹن فیاض صاحب کے دفتر پہنچے..... میں نے وہی کہانی دہرا دی جو گرٹروڈ نے سمجھائی تھی اور منیجر نے بتایا کہ ابھی تک اس کا کوئی چیک کیش ہونے کے لئے نہیں آیا۔ اب آپ بتائیے کہ میں غلطی کی یا.....؟"

"تم بہت اچھے رہے.....!" عمران بولا۔ "میں بھی تمہیں وہی مشورہ دیتا جو گرٹروڈ نے دیا تھا۔ لیکن تم کم از کم مجھے اپنی وفاداری کا یقین نہ دلا سکتے۔!"

"بڑے برے چکر میں پھنس گیا ہوں..... اب وہ مجھ سے ملتی ہی رہے گی۔!"

"تم خود اس سے ملنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا.....!"

"آخر یہ سب ہے کیا.....؟"

"رانا خاموش ہو بیٹھو..... اس ادھیڑ بن میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ابھی تک جو کچھ بھی ہوا ہے اسے یکسر ذہن سے نکال دو.....!"

"اچھی بات....!"

"بس اب جاؤ.... ایک بار پھر سن لو کہ اپنے آپ اس سے ملنے کی کوشش نہ کرنا تاکید ہے ورنہ نتیجے کے خود ذمہ دار ہو گے۔!"

"نہیں ملوں گا....! آپ یقین کیجئے....!"

"آخاہ.... تو کیا اب میں بھی گرٹروڈ ہی کی طرح یقین دہانی چاہوں گا۔ بھاگ جاؤ۔!"

رانا گھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

رافیہ سموناف آج کی ڈاک دیکھ رہی تھی۔ دو خطوط ایسے تھے جن میں سیدھی سادی زبان استعمال کی گئی تھی ایک تو سیاہ فام جوزف کا خط تھا اور دوسرا محکمہ خارجہ کے ایک ذمہ دار آفیسر کا۔!

محکمہ خارجہ کے آفیسر نے اوٹو ویلانی کو لکھا تھا۔

"پروفیسر تم سچ مچ باکمال آدمی ہو۔ محض ایک جانور کے نام اور نام لکھنے کے وقت کے سہارے تم نے میری گذشتہ اور آئندہ زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی۔ جو زندگی گزار چکا ہوں اس کے بارے میں تصدیق کرتا ہوں کہ تم نے حرف بحرف سب کچھ صحیح لکھا ہے۔ مستقبل ہنوز تاریکی میں ہے لیکن جو شخص ماضی کی صحیح نشان دہی کر سکتا ہے اس نے مستقبل کے لئے بھی سو فیصد صحیح پیشین گوئی کی ہو گی.... میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ کیا ممکن ہے....؟ ممکن ہو تو اپنا مفصل پتہ لکھو! مستقبل کے بارے میں تمہارے بعض اشارے مبہم ہیں.... میں ان کی وضاحت چاہتا ہوں اور یہ خط و کتابت کے ذریعہ ممکن نہیں.... توقع ہے کہ جواب جلد دو گے۔

ممنونِ کرم۔ ٹی۔ ایچ۔ صدیقی"

جوزف نے لکھا تھا۔

"لائق صد احترام پروفیسر!

میں بے حد اداس ہوں۔ میں نے اپنے باس کو چند دن سے نہیں دیکھا۔ وہ میری زندگی ہے۔ میری زندگی کی مسرت ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے میں بھی زندہ ہوں۔ ورنہ میری لاش بھی اسی کے برابر پڑی ہو گی۔ اس سے زیادہ اندوہ ناک بات میرے لئے اور کوئی نہیں کہ میں اسے کسی دن نہ دیکھوں.... پھر بھی یہی غنیمت ہے کہ میں دن میں کم از کم ایک بار اس کی آواز فون پر سن لیتا

ہوں.... پتہ نہیں.... وہ کہاں اور کس حال میں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ میں بھی گھر سے باہر قدم نہ نکالوں۔ ورنہ میں خود آ کر تم سے ملتا۔ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا کالا جادو نہیں ہے جس سے اس کے ان دیکھے دشمن غارت ہو جائیں یا کھل کر سامنے آئیں تاکہ وہ انہیں چن چن کر مار ڈالے۔!

کچھ تو کرو........ ملتجی

جوزف"

نہ جانے کیوں جوزف کا خط پڑھ کر رافیہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

کچھ دیر بعد اس نے آج کی ڈاک اوٹو ویلانی کی میز پر پہنچا دی اور خود بیٹھ کر پچھلے دن کے آئے ہوئے پوسٹل آرڈروں کا اندراج کیش بک میں کرنے لگی۔ آمدنی روز بروز بڑھ رہی تھی۔ آدمی کس قدر بے چین ہے مستقبل میں جھانکنے کے لئے۔ شاید آدمی اور جانور میں صرف اتنا ہی فرق ہے۔ جانور مستقبل سے بے نیاز ہوتا ہے اور آدمی مستقبل کے لئے مرا جاتا ہے۔!

کام ختم کر کے وہ پھر اس کمرے میں آئی جہاں پروفیسر کی میز تھی۔ وہ بھی اپنا کام نپٹا چکا تھا۔ لیکن وہاں سے اٹھا نہیں تھا۔ محکمہ خارجہ کے آفیسر کے خط کا جواب اوپر ہی رکھا ہوا تھا۔

پروفیسر نے اُسے لکھا تھا۔

"مائی ڈیئر مسٹر صدیقی!

میری سیکریٹری سے مل کر گفت و شنید کرو۔ وہ ہوٹل شیراز کے کمرہ نمبر گیارہ میں رہتی ہے۔ ملنے کے اوقات صبح آٹھ سے نو بجے تک اور شام چھ بجے سے سات بجے تک

مخلص

اوٹو ویلانی"

رافیہ نے خط پڑھ کر پروفیسر کی طرف دیکھا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا جواب تھا۔ اس سے قبل بھی "متعدد گاہکوں" نے پروفیسر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن انہیں یہی جواب دیا گیا تھا کہ پروفیسر بالمشافہ گفتگو کے لئے وقت نہیں نکال سکتے بے حد مصروف آدمی ہیں۔ لیکن اس آدمی ٹی ایچ صدیقی کو پہلے اس سے ملنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے بعد پروفیسر سے بھی اس کی ملاقات ہو سکتی ہے۔

"میں اس کا مطلب نہیں سمجھی پروفیسر!" اس نے خط کے جواب کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"آخر میں اس سے کیا کہوں گی۔!"

"بس ٹالتی رہنا۔!"

"بھلا اس کا فائدہ....؟"

"کچھ دن بعد مل بھی لوں گا۔!" پروفیسر نے نرم لہجے میں کہا۔ "کاروباری بننے کی کوشش کرو۔ جو لوگ کسی نہ کسی طرح ہمارے کام آسکیں ان سے رسم وراہ پیدا کرنی ہی پڑے گی۔ مثال کے طور پر ہم جو کچھ یہاں کما رہے ہیں اسے اسٹرلنگ کی شکل میں اپنے ساتھ لے جانا بھی چاہیں گے۔ وہ پس ماندہ ممالک جو ترقی کی راہ پر چل رہے ہیں زر مبادلہ صرف کرنے کے معاملے میں محتاط ہوتے ہیں۔ لیکن بڑے آفیسروں سے مراسم ہو جائیں تو وہ کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی لیتے ہیں۔ اگر ہم نے دانش مندی سے کام لیا تو اپنا سرمایہ اسٹرلنگ کی شکل میں تبدیل کرا سکیں گے۔ مجھے توقع ہے کہ تم اس آفیسر کو اپنے اخلاق کا گرویدہ بنا لو گی۔ بس اب جاؤ۔!"

"آخر میں کیا کہہ کر اُسے ٹالوں گی۔!"

"تم بہ آسانی کہہ سکتی ہو.... فی الحال مصروفیت زیادہ ہے۔ آپ مجھ سے کل مل لیجئے گا۔ دوسرے دن سراپا معذرت بن کر پھر کہہ دینا کہ اندازے کی غلطی کی بناء پر تم اسے صحیح بات نہ بتا سکیں.... اب کچھ کہا نہیں جاسکتا کہ پروفیسر کو کب فرصت ملے کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ روزانہ فون کر کے مجھ سے معلوم کر لیا کریں۔!"

"یہ تو خواہ مخواہ دھوکے میں رکھنا ہوا۔!"

"اسی کا نام بزنس ٹیکٹ ہے بے بی! ابھی تمہیں ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ خیر اب جاؤ.... مجھے توقع ہے کہ اپنا پارٹ بخوبی نبھاؤ گی۔!" پروفیسر اس سے مزید کچھ کہے سنے بغیر اٹھا اور کمرے سے چلا گیا۔

رافیہ نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے وہیں کھڑی رہی۔

"بزنس....!" وہ بڑبڑائی۔ "یہ تو کھلا ہوا فراڈ ہے۔ بزنس کے لئے آدمیت کی سطح سے گر جانا کہاں تک مناسب ہے۔!"

پھر وہ خطوط کا انبار سمیٹتی ہوئی اس کمرے میں چلی آئی جہاں خود بیٹھ کر کام کرتی تھی۔

اسے جوزف کے خط کا خیال آیا اور وہ اس کا جواب تلاش کرنے لگی۔

"اچھے آدمی

میں تمہارے لئے مغموم ہوں۔ یہی کیفیت تمہارے باس کے لئے بھی ہے۔ تم اس سے کہو مجھ سے فون پر رابطہ قائم کرے شاید میں اسے کوئی مفید مشورہ دے سکوں۔ میں کسی کو غارت کر دینے کی قوت نہیں رکھتا البتہ یہ ممکن ہے کہ اس کے دشمنوں کے دلوں سے کدورت کا رنگ دور ہو جائے۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنے باس کے حکم کے مطابق گھر سے باہر نہ نکلو۔!

مخلص

اوٹو ویلانی"

رافیہ نے طویل سانس لی اور انگلیاں چٹخارنے لگی۔

اس دوران میں کئی بار اس کا جی چاہا تھا کہ جوزف سے ملے لیکن پروفیسر نے اسے اس سے روک دیا تھا۔ اس نے کہا تھا ممکن ہے اس کے دشمنوں کو خیال پیدا ہو کہ ہم اس جگہ سے واقف ہیں جہاں اس نے پناہ لی ہے لہٰذا وہ پھر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے اور میں اسے اپنے بزنس کے لئے تباہ کن سمجھتا ہوں۔!

دوسری طرف رافیہ یہ معلوم کرنے کے لئے بھی بے چین تھی کہ پیشانی کے داغ کا علم ہو جانے کے بعد اس آدمی پر اس کا کیا ردعمل ہوا ہوگا۔ پروفیسر کے بیان کے مطابق بچھو کی شکل کا وہ سیاہ داغ انمٹ تھا۔ پھر اسے اس پر بھی حیرت تھی کہ داغ کا علم ہو جانے پر وہ پھر یہاں کیوں نہیں آیا۔!

دفعتاً وہ ممی کی تصویر کی طرف مڑ کر بولی۔ "تم ہی بتاؤ اے مقدس روح میری الجھن رفع کر دو۔!"

"کیسی الجھن؟" دوسرے ہی لمحے میں تیز قسم کی سرگوشی سے کمرے کی فضا گونج اٹھی۔

"وہ آدمی واپس کیوں نہیں آیا.... جسے تم نے سزا دی تھی۔!"

"پیشانی پر سیاہ داغ دیکھ لینے کے بعد اس نے اسے صاف کر دینے کی کوشش کی تھی.... لیکن ناکام رہنے کے بعد ذہنی توازن کھو بیٹھا....! عنقریب خودکشی کر لے گا۔!"

"خدا کی پناہ... اتنی بھیانک سزا۔!" رافیہ گڑگڑائی۔ "میں یہ نہیں چاہتی تھی... مقدس روح۔!"

"میں نے تو یہی چاہا اور میں جو کچھ بھی چاہتی ہوں وہ ہر حال میں ہو کر رہتا ہے.... اب تم

اسے بھلادو۔!"

"لیکن.... لیکن....!" وہ ہکلا کر رہ گئی۔ پھر یک بیک ہذیانی انداز میں بولی۔ "اس نے مجھے کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا تھا۔ اس پر رحم کرو.... اسے معاف کردو.... اپنی ہستی کو اتنی اہمیت نہیں دیتی کہ اس پر جانوں کی بھینٹ چڑھائی جائے۔ رحم.... رحم.... مقدس روح۔!"

پھر اسکی آواز ایک طویل سسکی میں تبدیل ہو گئی۔ لیکن وہ دوبارہ روح کی سرگوشی نہ سن سکی۔ شدت گریہ سے اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ لیکن نہ تو آنکھوں سے آنسو نکلے اور نہ حلق سے آواز ہی نکل سکی۔

عمران مرزا نسیم بیگ کی حیثیت سے مس موریلی کے کلب کی عمارت میں داخل ہوا۔ رات کے ساڑھے سات بجے تھے۔ ڈائننگ ہال میں ہلکی موسیقی کے ریکارڈ کی آواز گونج رہی تھی اور مدھم روشنی والے بلب روشن تھے۔ قریب قریب ساری ہی میزیں انگیج تھیں اور تین چار دیسی آدمیوں کے علاوہ سب غیر ملکی تھے ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ رچمنڈ بھی دکھائی دیا لیکن اپنی میز پر وہ تنہا تھا۔ سامنے شراب کی بوتل اور سوڈے کا سائیفن رکھا ہوا تھا۔ گلاس میں قرمزی رنگ کی شراب تھی۔

کئی عورتیں موسیقی کی دھن پر اپنے شانے تھرکا رہی تھیں اور مردوں کے پیر فرش پر تھاپ دے رہے تھے۔ سفید وردی میں ملبوس مؤدب بیرے خاموشی سے ادھر اُدھر آجا رہے تھے۔

موریلی کاؤنٹر کے قریب کھڑی تھی۔ عمران کو دیکھ کر آگے بڑھی۔

"خوش آمدید.... مسٹر بیگ....!" اس کی مترنم آواز کانوں میں رس گھول گئی۔ جواباً عمران نے مسکرا کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ بے شمار آنکھیں ان کی جانب نگراں ہیں۔

موریلی اسے اپنے آفس میں لائی۔

"بیٹھئے مسٹر بیگ.... کل آپ کا پیغام ملا تھا۔ بڑی مایوسی ہوئی تھی۔"

عمران نے ہینڈ بیگ سے تصاویر نکال کر میز پر رکھ دیں۔ وہ ایک ایک کر کے انہیں دیکھتی رہی۔ پھر کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ پوچھا تھا۔ "آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے مسٹر بیگ....!"

"بدمعاشی....!"

وہ ہنسنے لگی.... پھر بولی۔ "نہیں سنجیدگی سے بتائیے۔!"

"یقین کیجئے.... اس شہر کے بدمعاش ہی میرا ذریعہ معاش ہیں۔ آپ کو یہ بات محض اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ کا تعلق ہماری سوسائٹی سے نہیں۔ اپنی سوسائٹی کے کسی فرد کو یہ بات ہرگز نہ بتاتا کیونکہ وہ تو مجھے ایک باعزت اور ذی وقار آدمی سمجھتے ہیں۔ اس بار میرے حلقے کے اہل مجھے میونسپل الیکشن کے لئے بھی کھڑا کر رہے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آپ نے یہ بات مجھے بھی کیوں بتائی۔!"

"آپ کی شخصیت.... میرا خیال ہے کہ آپ سے کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا۔!"

"شکریہ....!" وہ دلآویز انداز میں مسکرائی۔ "حالانکہ میں بہت آسانی سے بے وقوف بن جاتی ہوں۔!"

"تب تو آپ ہیرا ہیں ہیرا.... دنیا ایسے ہی آدمیوں کی قدر کرتی ہے جو آسانی سے بے وقوف بن جاتے ہیں یہ بہت اچھے آدمی کہلاتے ہیں اور جو آسانی سے بے وقوف بن جانے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اچھے الفاظ میں یاد نہیں کئے جاتے۔!"

"میں آپ کا مطلب سمجھ گئی۔ مجھے آپ ہی جیسے کسی سمجھدار مقامی آدمی کی ضرورت تھی۔!"

"کیا اپنے بزنس کے سلسلے میں....!"

"نہیں یہ دوسرا معاملہ ہے....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ ویسے وہ اسے مستفسرانہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"یہاں کے کچھ سرمایہ داروں کو میرے بارے میں کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے۔!"

"کیسی غلط فہمی....!"

"وہ سمجھتے ہیں کہ میں لڑکیوں کا بزنس کرتی ہوں.... اور وہ اس سلسلے میں میرے گاہک بننا چاہتے ہیں.... پہلے بھی انہیں ہنسی میں اڑاتی رہی پھر سنجیدگی سے سمجھانے کی کوشش کرنے لگی کہ وہ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں۔ لہٰذا ان میں سے ایک نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے اس کے لئے غیر ملکی لڑکیاں فراہم نہ کیں تو وہ میرا تجارتی ویزا کینسل کرا دے گا۔!"

"اسے محض دھمکی ہی سمجھئے.... وہ ایسا نہ کر سکے گا۔!"

"میرا خیال ہے کہ اس نے میرے خلاف کچھ شروع کر دیا ہے.... کیونکہ ایک پولیس آفیسر آج یہاں آیا تھا۔ شاید اس وقت پھر آئے۔!"

"کس سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی۔!"

"جس سلسلے میں پوچھ گچھ کی تھی اسے تو میں صرف ایک بہانہ سمجھتی ہوں۔! حقیقتاً وہ میرے بارے میں تفتیش کرنا چاہتا ہے۔!"

"تب تو پھر آپ مجھے بھی کوئی سادہ لباس والا سمجھ رہی ہوں گی۔!" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

"یقین کیجئے جب سے وہ پولیس آفیسر گفتگو کر کے گیا ہے میں آپ ہی کے بارے میں سوچتی رہی ہوں اور یہی سوچتی رہی ہوں جو ابھی آپ نے کہا ہے۔!"

"حالات کے تحت آپ اس میں حق بجانب ہیں.... کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس نے کس معاملے میں آپ سے پوچھ گچھ کی تھی۔!"

"ارے وہی معاملہ جو ایک راہ گیر کی توجہ بھی اپنی طرف مبذول کرا سکتا ہے کوئی بھی اگر رچمنڈ جیسے مداریوں کے متعلق پوچھ گچھ کر سکتا ہے۔!"

"آپ کو اس آفیسر کا نام یاد ہے۔!"

"نام تو یاد نہیں ہے۔ البتہ عہدہ ذہن میں محفوظ رہ گیا۔ غالباً وہ سی آئی ڈی کا سپرنٹنڈنٹ تھا۔!"

"کیپٹن فیاض....!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔

"ہاں.... ہاں شاید یہی نام تھا کیا آپ اُسے جانتے ہیں۔!"

عمران ہنس پڑا.... دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ اس نے رچمنڈ ہی کو بہانہ قرار دے کر آپ سے جان پہچان پیدا کرنے کی راہ نکالی ہو گی۔ ہے نا یہی بات....!"

"یہی بات ہے.... لیکن مقصد کے بارے میں آپ کی رائے سے اتفاق نہیں کر سکتا۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"وہ آپ کے بارے میں چھان بین نہیں کر رہا۔!"

"پھر بھی بات واضح نہیں ہوئی۔!"

"وہ مجھ سے ذاتی طور پر واقف نہیں ہے۔ لیکن میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہاں کے پولیس آفیسروں اور بدمعاشوں کے متعلق مجھے ہر وقت تازہ ترین اطلاعات مہیا کرنی پڑتی ہے

برا اسی کا متقاضی ہے.... فیاض عرصہ سے آپ سے مل بیٹھنے کا خواہش مند رہا ہو گا۔ لیکن زیب بھر ملاقات ہاتھ نہ آئی ہو گی۔ اتفاق سے ہاروے رچمنڈ سامنے پڑ گیا۔ اس نے سوچا ہو گا بڑا اچھا نسخہ ہاتھ آیا۔ اب وہ اس کے بارے میں تازہ ترین معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ سے روزانہ ملتا رہے گا۔!"

"اوہ....!"

"جی ہاں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "فیاض انہیں لوگوں میں سے ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کی ہر خوبصورت لڑکی سے ان کی جان پہچان ضرور ہو۔!"

"اگر یہ بات ہے تو میں اسے سڑک پر نچاؤں گی۔!" موریلی چہک کر بولی۔

"نہیں آپ خود اس قسم کی کوشش نہ کیجئے گا.... ورنہ اگر وہ غلط فہمی کا شکار ہو گیا تو آپ کسی طرح بھی اس سے دامن نہ بچا سکیں گی۔!"

"خیر اسے چھوڑیئے....! ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں.... لیکن میں اس سرمایہ دار کی دشمنی کے بارے میں سنجیدگی سے غور کر رہی ہوں۔!"

"آخر کس بناء پر....!"

"تین چار دن پہلے ایک واقعہ اور بھی ہو چکا ہے جس سے مجھے سازش کی بو آتی ہے۔!"

"اس واقعہ کے بارے میں بھی کچھ بتایئے۔!"

"یک وقت سات ممبروں نے کوئی معقول وجہ بتائے بغیر کلب کی ممبر شپ ختم کر دی ہے۔ وہ ساتوں دوست تھے۔ اس حد تک خفا تھے کسی بات پر کہ یہاں سے اپنا گروپ فوٹو تک لے گئے۔!"

"اوہ....!"

"کیا یہ واقعہ میرے شبہے کو تقویت دینے کے لئے کافی نہیں ہے۔!"

"وہ تو ہے.... لیکن آخر وہ لوگ اپنے فوٹو کیوں لے گئے۔!"

"ان میں سے ایک میرا گہرا دوست بھی تھا....!"

"ہوں....!" عمران مسکرا کر بولا۔ "اس کی تصویر تو ہو گی ہی آپ کے پاس....!"

"یہی تو بتانا چاہتی ہوں کہ وہ اسے بھی میرے البم میں سے نکلوا لے گیا.... اسے یاد تھا کہ اس کی ایک تصویر میرے پاس تھی۔!"

"دراصل صرف یہی مسئلہ آپ کے لئے باعث تشویش ہونا چاہئے۔!"

"کونسا مسئلہ....!"

"تصویروں والا....!"

"سمجھ میں نہیں آتا.... ہاں مجھے بھی اس کا خیال آیا تھا.... بہر حال اب آپ ہی بتایئے کہ یہ کسی قسم کی سازش ہی ہو سکتی ہے یا نہیں....!"

"ہو تو سکتی ہے....!" عمران پر تفکر لہجے میں بولا۔ "لیکن تصویروں کا مسئلہ....!"

"تصویروں والے مسئلے کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔!"

"سوچنے کی بات ہے.... خیر ہاں تو آپ یہ بتایئے کیا حقیقتاً کسی طرح بھی آپ کے کاروبار کی نوعیت ایسی ہو سکتی ہے کہ آپ کو پولیس سے خائف رہنا پڑے۔!"

"ہر گز نہیں.... میرا کاروبار بے داغ اور بالکل صاف ہے۔!"

"پھر آپ کو خوف کس بات کا ہے۔!"

"اگر لوگ دشمنی پر کمر بستہ ہوں تو آپ کو ان الزامات کے لئے بھی تیار رہنا پڑے گا جو آپ پر کسی طرح بھی عائد نہ ہو سکتے ہوں۔ مثال کے طور پر یہاں کلب کی عمارت کے کسی گوشے میں کچھ قابل گرفت غیر قانونی چیزیں رکھ دی جائیں.... اور میری لاعلمی میں پولیس چھاپہ مارے چیزیں برآمد ہوں.... پھر آپ ہی سوچئے کیا پوزیشن ہو گی میری۔!"

"ہوں.... ممکن ہے....!" عمران پر تفکر انداز میں سر کو جنبش دے کر بولا۔

کچھ دیر خاموشی رہی.... پھر عمران نے کہا۔ "ان ساتوں میں سے جو آپ کا گہرا دوست تھا اس کے بارے میں بھی کچھ بتایئے۔!"

"دراصل اسے بھی فن مصوری سے لگاؤ تھا۔ اسی بناء پر خصوصیت سے اس سے ایک طرح کا لگاؤ ہو گیا تھا۔!"

"اچھا وہ ساتوں یہیں آپس میں دوست بنے تھے یا کلب کی رکنیت حاصل کرنے سے پہلے ہی ایک دوسرے سے واقف تھے۔!"

"میرا خیال ہے کہ وہ اس سے پہلے ہی ایک دوسرے کو جانتے تھے۔!"

"قدرتی بات ہے کہ آپ کو ان کی برافروختگی پر حیرت ہوئی ہو گی اور آپ نے اس کی وجہ

معلوم کرنی چاہی ہو گی۔!"

"جی ہاں....!"

"اور آپ اسی ممبر سے ملنے کیلئے اسکی قیام گاہ پر گئی ہوں گی جس سے آپکی زیادہ بے تکلفی تھی۔!"

"جی ہاں.... سب سے پہلے اسی کی قیام گاہ پر گئی تھی۔ لیکن وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ اسی دن اس جگہ کو چھوڑ چکا ہے.... چونکہ ممبروں کے رجسٹر میں ان سبھوں کے پتے درج تھے اس لئے بقیہ لوگوں کی قیام گاہ پر بھی بہ آسانی پہنچ سکی تھی۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ ان سبھوں نے اسی دن ان قیام گاہوں کو چھوڑا تھا۔ قیام گاہوں سے متعلق لوگ ان کے نئے ٹھکانوں کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے.... سبھوں نے لاعلمی ظاہر کی تھی۔!"

"خوب....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "یہاں سے اپنی تصاویر تک لے گئے اور قیام گاہوں کو بھی اس طرح چھوڑ دیا.... پھر کیا سوچا جا سکتا ہے....؟"

"سخت الجھن میں ہوں....!" مورلی اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

"فکر نہ کیجئے میں دیکھوں گا۔!"

"آپ انہیں پائیں گے کہاں کہ دیکھیں گے....!"

"شاید پا ہی جاؤں.... ہاں اس سرمایہ دار نے دھمکی کب دی تھی۔!"

"اسی دن.... یہ بھی اسی دن کی بات ہے.... ان لوگوں کی ممبر شپ ختم ہونے سے غالباً ایک گھنٹے پہلے اس نے دھمکی دی تھی....؟"

"خوب....!" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کیا دھمکی محض اسی لئے دی گئی تھی کہ ان ساتوں کا بیک وقت یہاں سے تعلق ختم کر دینا اسی سرمایہ دار کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ سمجھا جائے!

اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ "ذرا ممبروں کا رجسٹر تو منگوایئے۔!"

"ممبروں کا رجسٹر.... اچھا....!" مورلی نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی ایک ملازم کمرے میں داخل ہوا۔

"کاؤنٹر سے ممبروں کا رجسٹر لاؤ....!" مورلی نے اس سے کہا.... وہ سر کو جنبش دے کر واپس چلا گیا۔

عمران ان ساتوں کے نام اور پتے دیکھنا چاہتا تھا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ ڈیوڈ کے بتائے ہوئے نام اور پتوں سے مطابقت رکھتے تھے یا ان سے مختلف تھے کچھ دیر بعد رجسٹر آگیا۔ عمران نے اس سے وہ صفحہ کھولنے کے لئے کہا جس پر ان کا اندراج تھا۔

وہ سب ایک جگہ سلسلہ وار درج تھے۔ اسکے بعد پھر دوسرے نام آتے تھے۔ یہ سب وہی نام تھے جو ڈیوڈ نے بتائے تھے اور عمران کی دانست میں پتے بھی اس کے بتائے پتوں سے مختلف نہیں تھے۔ ان میں ڈیوڈ کا نام بھی موجود تھا۔

"ان کے درمیان یہ ایک نام کیسا ہے۔!"

"کہاں.... اوہ.... اسے تو میں بھول ہی گئی تھی۔ نوئیل ڈیوڈ.... لیکن یہ دراصل یہ بھی میری الجھن کا باعث بنا ہوا ہے.... اس کے غائب ہو جانے کی خبر تو اخبارات میں بھی شائع ہوئی ہے۔ خبر کے ساتھ ہی تصویر بھی تھی لیکن اس نے اپنی ممبر شپ کے بارے میں مجھے کوئی اطلاع نہیں دی۔ ان کے ساتھ بھی نہیں آیا تھا۔!"

"آخر آپ نے ان ساتوں کے ساتھ ہی اس کا تذکرہ بھی کیوں نہیں کیا تھا....؟"

"محض اس لئے کہ اس نے اپنی ممبر شپ ختم کر دینے کی اطلاع مجھے نہیں دی۔!"

"اس کے بارے میں خبر کیا تھی۔!"

"اچھی طرح یاد نہیں....!"

"یقیناً.... آپ نے اس خبر پر پوری طرح دھیان نہیں دیا تھا.... ورنہ کیپٹن فیاض کی آمد کو کسی سازش پر محمول نہ کرتیں....!"

"خبر کے نیچے ہی کیپٹن فیاض کا اعلان بھی تھا کہ نوئیل ڈیوڈ کے بارے میں کسی قسم کی بھی معلومات رکھنے والے اس سے رجوع کریں....!"

"اوہ.... تو.... وہ کیپٹن فیاض....!"

"جی ہاں... مجھے وہ خبر اور اعلان من و عن یاد ہے! بتایا نا کہ مجھے بہت زیادہ باخبر رہنا پڑتا ہے!"

وہ کچھ کہنے کے بجائے خلاء میں گھورتی رہی۔

"آپ نے اس آدمی نوئیل ڈیوڈ سے بھی رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہو گی۔!"

"جی....!" وہ چونک پڑی۔ "کیا کہا....؟"

عمران نے اپنا سوال دہرایا۔

"جی ہاں....! لیکن جس وقت میں وہاں پہنچی تھی۔ وہ بھی موجود نہیں تھا۔!"

"اس خبر کے شائع ہونے سے پہلے پہنچی تھی یا بعد میں....!"

"پہلے ہی....!"

"وہ کہاں رہتا تھا....!"

"ایک ہوٹل میں.... لیکن وہاں اس کے کمرہ چھوڑ دینے کی اطلاع نہیں ملی تھی۔ کاؤنٹر کلرک نے اس کے کمرے میں فون کرنے کے بعد مجھے بتایا کہ وہ موجود نہیں ہے۔!"

"ہوں اور اس کے بعد صرف فون کر کے ہی آپ اس کے بارے میں پوچھتی رہی ہوں گی۔!"

"جی ہاں.... لیکن بس یہی معلوم ہوتا رہا تھا کہ وہ موجود نہیں ہے۔!"

"خبر شائع ہونے کے بعد بھی آپ نے فون کیا تھا....!"

"جی نہیں....؟"

"سچ مچ آپ دشواریوں میں پڑ گئی ہیں.... اب اسے سازش والے نکتہ نظر سے نہ دیکھئے۔!"

"پھر....؟"

"وہ آٹھوں ساتھ ہی آئے تھے....؟"

"جی ہاں....!"

"ایک دوسرے کے دوست بھی تھے....؟"

"جی ہاں....!"

"ایک دن وہ ساتوں آتے ہیں اور نہ صرف ممبر شپ ختم کر دیتے ہیں بلکہ اپنی تصاویر بھی لے جاتے ہیں۔ آٹھواں نہیں آتا.... اور پھر اسی کی گمشدگی کی خبر اخبار میں شائع ہوتی ہے۔ مجھے یہ بتایئے آخر وہ لوگ اپنی تصویریں کیوں لے گئے....؟"

"میں کیا بتاؤں میری سمجھ میں تو نہیں آتا....!"

"آٹھواں غالباً قتل کر دیا گیا ہے.... وہ ساتوں تو اس کے قاتل ہیں یا قتل میں اعانت کی ہے انہوں نے اسی لئے تصویریں بھی لے گئے اور اپنی قیام گاہیں بھی چھوڑ دیں۔!"

"میرے خدا....؟" وہ بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"ہو سکتا ہے پولیس کو ابھی تک ان ساتوں کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہو سکا ہو لیکن آپ کے بارے میں ضرور معلوم ہوا ہو گا....!"

"کک.... کیوں.... کیسے....؟"

"نوئیل کے ہوٹل میں.... کاؤنٹر کلرک نے بتایا ہو گا کہ ایک عورت اس کے بارے میں پوچھنے آئی تھی اور پھر فون پر پوچھتی رہی تھی۔ پھر اگر پولیس کو ان ساتوں کی قیام گاہوں کا پتہ معلوم ہو جائے تو ان سے تعلق رکھنے والے بھی پولیس کو آپ کی کہانی سنائیں گے کہ عورت ان کے جانے کے بعد ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئی تھی۔!"

"میں کیا کروں.... میں کیا کروں....!" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"فی الحال بیٹھ جائیے.... گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ یہ ساری باتیں میرے علم میں لے آئیں۔!"

"لیکن اس آفیسر نے مجھ سے نوئیل کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا۔!"

"ابھی اسے اُس کا علم ہی نہ ہو گا کہ وہ اس کلب کا ممبر بھی تھا۔!"

"پھر اب کیا ہو گا.... مجھے کیا کرنا چاہئے....؟" وہ کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "کچھ دیر بعد وہ یہاں پھر آئے گا۔!"

"میرا مشورہ ہے کہ آپ اسے ان واقعات سے آگاہ کر دیں۔!"

"پھر میری پوزیشن کیا ہو گی....؟"

"تھوڑی دانش مندی سے بھی کام لیں تو آپ بھی مزے ہی میں رہیں گی! اور پولیس کی اعانت کرنے کا سرٹیفکیٹ بھی آپ کو مل جائے گا۔!"

"تو بتائیے نا کہ میں کیا کروں....؟"

"اسے بتائیے کہ آج اس کے جانے کے بعد ہی کسی نے نوئیل والی خبر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ آپ نے اسے پڑھا تھا اور یہ معلوم کر کے خوف زدہ ہو گئی تھیں کہ نوئیل کے بارے میں وہی تفتیش کر رہا تھا۔ آپ کہئے گا کہ آپ کو تشویش تھی کہ اس نے براہِ راست نوئیل کا تذکرہ کرنے کے بجائے ہاروے رچمنڈ کے متعلق کیوں پوچھ گچھ شروع کر دی تھی۔ کیا اس کا یہ خیال ہے کہ نوئیل کی گمشدگی میں آپ کا بھی ہاتھ ہو سکتا ہے۔! پھر تھوڑی سی لگاوٹ کی باتیں بھی

کر لیجئے گا۔ بس کام بن جائے گا۔ فیاض اسی قسم کا آدمی ہے کچھ تعجب نہیں کہ وہ آپ کو ممبروں کا رجسٹر ہی بدل دینے کا مشورہ دے بیٹھے۔! اور کہے کہ اس میں سرے سے ان آٹھوں کے نام ہی نہ لکھے جائیں۔!"

مورلی کچھ نہ بولی۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار تھے اور وہ مضطرب بھی تھی۔!

عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔ "لیکن اس سرمایہ دار یا اس کی دھمکی کا تذکرہ قطعاً نہ آنے پائے.... ہاں کیا وہ کلب کا باقاعدہ ممبر بھی ہے۔!"

"جی ہاں ممبر ہے.... لیکن شاذونادر ہی یہاں آتا ہے....!"

"اچھی بات ہے.... صرف مجھے اس کا نام اور پتہ بتا دیجئے۔!"

"روپی مل.... بیالیس وکٹوریہ لین....!"

"شکریہ.... میں دیکھوں گا ایک بار پھر سن لیجئے۔ اس کے بارے میں کیپٹن فیاض کو قطعی کچھ نہ بتائیے گا.... اور وہاں میرا تذکرہ بھی نہ آئے تو بہتر ہے اس طرح میں سکون سے کام نہ کر سکوں گا۔"

"اچھی بات ہے.... لیکن ذرا ٹھہریئے.... اتنا بتا دیجئے کیا یہ محض اتفاق تھا کہ آپ مجھ سے ملنے چلے آئے تھے۔!"

عمران نے ایک طویل سانس لی اور اٹھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

"یہ سوال آپ نے کیوں کیا....؟"

"آپ تصویریں لے کر آئے تھے۔ میں سمجھی تھی مصور ہوں گے لیکن آپ نے سرکس شروع کر دیا.... اور اب اس قسم کے کمالات دکھا رہے ہیں۔!"

عمران ہنس پڑا.... دیر تک ہنستا رہا پھر بولا۔ "سب میرے مقدر کی خوبی ہے۔ اوٹ پٹانگ طور پر پیدا ہوا تھا اور زندگی کے ہر موڑ پر اوٹ پٹانگ حالات کا شکار ہوتا ہوا اس عمر تک آ پہنچا ہوں۔ آپ کو سن کر ہنسی آئے گی کہ میں ہوائی جہاز پر پیدا ہوا تھا۔ سارے مسافروں میں سراسیمگی پھیل گئی تھی اور میرے باپ پر غشی کے دورے پڑ رہے تھے کہنے کا مطلب یہ کہ میرا ذریعہ معاش مصوری نہیں ہے میں حقیقتاً یہ تصویریں کسی قدر دان کے حوالے کر کے ان سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں۔!"

"چوری کی تو نہیں ہیں....!"

عمران نے پھر قہقہہ لگایا۔ پھر دیر تک ہنستے رہنے کے بعد بولا۔ "چوری کا مال قدر دانوں کے حوالے نہیں کیا جاتا بلکہ اونے پونے فروخت کیا جاتا ہے۔!"

"معاف کیجئے گا۔ اس وقت میری ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ اس سوال پر شرمندہ ہوں۔!"

"کوئی بات نہیں....! بہر حال اسے محض اتفاق سمجھئے کہ آپ سے آ ٹکرایا آپ کے ستارے اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ اب اجازت دیجئے.... ایک بار پھر یاد دلاؤں گا کہ آپ فیاض کو زوبی مل کے بارے میں کچھ نہ بتایئے گا۔!"

عمران اٹھ گیا۔

ان دنوں جوزف ایک طاقتور دوربین سنبھالے کھڑکی کے قریب بیٹھا رہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ لوگ جو عمران کی تاک میں ہیں یقینی طور پر فلیٹ کی نگرانی کرتے ہوں گے وہ دل ہی دل میں تاؤ کھاتا رہتا۔ کاش کسی ایک کے بارے میں یقین ہو جائے۔ چھٹی کا دودھ یاد دلا دے اسے.... اکثر سفید فام راہگیروں کو دیکھ کر دانت پیستا۔

آج ہی اسے اوٹو ویلانی کی سیکریٹری کا خط اپنے خط کے جواب میں ملا تھا۔ اور وہ مضطرب تھا کہ کسی طرح فون پر عمران کی کال آئے اور وہ اس تک پروفیسر کا پیغام پہنچا دے۔!

مضطرب بھی تھا اور جھنجھلاہٹ میں بھی مبتلا تھا۔ جھنجھلاہٹ اس بات پر تھی کہ آخر عمران اسے اپنا فون نمبر بتانے سے کیوں گریز کر رہا ہے۔ اب اگر ایسے میں فوری طور پر کوئی اہم اطلاع اس تک پہنچانی ہو تو وہ کیا کرے گا۔

جوزف اتنی زیادہ احتیاط کا قائل نہیں تھا۔ اس کا قول تھا کہ جب لوگ اس طرح گھیرنے لگیں تو پھر بس کٹ مرنا چاہئے اور وہ تو اس پر پتہ نہیں کب سے تلا بیٹھا تھا۔ لیکن ان میں سے کوئی پہچانا بھی تو جا سکتا! ایسے دوربین سنبھال بیٹھنے کا مقصد یہی تھا کہ وہ آس پاس پائے جانے والوں کے چہرے پڑھ سکے اس کا دعویٰ تھا کہ وہ چور قسم کے دشمنوں کی بو سونگھ سکتا ہے۔ ان کی آنکھوں میں ان کے دل کا حال پڑھ سکتا ہے۔

دوربین کا فوکس زیادہ تر سامنے والے کیفے کے برآمدے پر ہوتا۔ وہاں سگریٹ اور سگار

...وں کی تین دو کانیں تھیں جن پر کچھ دیر ٹھہرنے کا جواز بھی پیدا کیا جا سکتا تھا اور وہیں سے ان کے فلیٹ کی نگرانی بھی ہو سکتی تھی۔!

اس وقت ایک طویل قامت آدمی جو اوور کوٹ اور فلیٹ ہیٹ میں ملبوس تھا ایک دوکان پر آیا.... اور جب وہ سڑک کی جانب مڑ کر سگار سلگانے لگا تو جوزف نے دیکھا کہ اس نے فلیٹ ہیٹ کا گوشہ پیشانی پر جھکا رکھا ہے۔!

آج صبح ہی سے سردی شدید تھی۔ دن نکلنے سے قبل تیز بارش ہوئی تھی اور پھر آسمان کھل گیا تھا۔ لیکن دھوپ ایسی لگ رہی تھی جیسے پانی میں دھل کر اپنی رنگت گنوا بیٹھی ہو۔! دھوپ میں پھر بھی سردی کا احساس کم نہیں ہوتا تھا۔

جوزف دوربین کے شیشوں میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ فلیٹ ہیٹ کے سائبان کے نیچے سفید پٹی تھی شاید سر کھجانے کے لئے اس نے فلیٹ ہیٹ پیچھے کھسکائی تھی۔

لیکن یہ کیا؟ جوزف کے ہونٹ پھڑکنے لگے۔ انگلی دوربین کی گراری پر تیزی سے چلی.... فلیٹ ہیٹ والا چہرہ قریب آتا گیا۔ خدا کی پناہ.... داغ.... پیشانی پر بچھو کی شکل کا داغ....!

سر کھجانے کے بعد فلیٹ ہیٹ پھر آگے کھسک آئی.... اور بچھو کی شکل کا داغ سائبان کی اوٹ میں ہو گیا۔

دفعتاً اس نے دوربین میز پر پھینکی اور اچھل کر اس کرسی کی طرف آیا جس کے ہتھے پر اس کا کوٹ پڑا ہوا تھا۔ کرسی ہی پر دونوں ریوالوروں کے لئے ہولسٹر بھی رکھے ہوئے تھے۔ اس نے جلدی جلدی ہولسٹروں کو پہلوؤں سے لٹکایا اور تیزی سے کوٹ پہنتا ہوا دروازے کی طرف جھپٹا۔

زینے ایسی ہی رفتار سے طے کئے تھے کہ اگر مقدار سے زیادہ پی رکھی ہوتی تو سر کے ہزار ٹکڑے ہو جاتے۔

نیچے فٹ پاتھ پر پہنچ کر اس نے اس غیر ملکی کو ایک سمت جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ نہایت اطمینان سے چل رہا تھا۔ جوزف کے ہونٹوں پر تنفر آمیز کھنچاؤ پیدا ہوا اور وہ تھوڑے فاصلے سے اس کا تعاقب کرنے لگا۔

❂

عمران نے اپنے ٹرانس میٹر پر اشارہ محسوس کیا.... اور پھر دوسرے ہی لمحے میں بلیک زیرو کی آواز سنائی دی.... ہلو ایکس ٹو.... ہلو ایکس ٹو....!"

"ایکس ٹو....!" عمران نے مائیک میں کہا۔ "ہلو.... اسٹاپ....!"

دوسری طرف سے بلیک زیرو کوڈ ورڈز میں رپورٹ دینے لگا۔ "سکس ون، اطلاع دیتا ہے کہ جوزف ایک غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا داراب منزل میں داخل ہوا تھا۔ اس کے بعد باہر نہیں آیا.... اس کے وہاں داخل ہونے کے تین گھنٹے بعد تک کی رپورٹ ہے.... اوور....!"

"تعاقب کہاں سے اور کیسے شروع کیا تھا! اوور....!"

"لیکن وہ داراب منزل میں کس طرح داخل ہوا.... اوور....!"

"سکس ون کا بیان ہے کہ جوزف غیر ملکی کے اندر داخل ہو جانے کے بعد کچھ دیر تک سڑک پر ہی کھڑا رہا تھا.... پھر وہ بھی اندر چلا گیا.... اوور....!"

"جوزف سے ایسی حماقت کی توقع نہیں....! خیر.... داراب منزل کہاں ہے۔ اس کے بارے میں کیا معلومات ہیں....؟ اوور....!"

"عمارت کا مالک ڈاکٹر داراب ہڈیوں کے امراض کا ماہر ہے۔ عمارت بظاہر آج کل خالی ہے کیونکہ ڈاکٹر داراب آج کل غیر ممالک کے دورے پر گیا ہوا ہے۔ عمارت میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا تھا۔ وہ کنوارا ہے.... سچویشن گرین اسکوائر.... اوور....!"

"عمارت کی نگرانی کس طرح کی جا رہی ہے....؟ اوور....!"

"نکاسی کے ہر راستے پر نظر ہے....! اوور....!"

"گڈ.... میں دیکھوں گا.... اور کچھ....؟"

"نہیں.... اوور....!"

"اوور اینڈ آل....!" عمران نے سوئچ آف کر دیا۔

اس کے چہرے پر تشویش آمیز تفکر کے آثار نظر آ رہے تھے۔ یہ جوزف گھر سے کیسے نکل گیا۔ کیا قصہ ہے؟ یہ تو کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ اسے کوئی حکم دیا جائے اور وہ تعمیل نہ کرے۔!

ہے بھی زیادہ وفادار آدمی۔!

اس نے سوچا شاید سلیمان اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے۔ اس لئے وہ ہوٹل سے باہر نکل کر اسی ٹیلی فون بوتھ کی طرف چل پڑا۔ جسے دوسروں سے رابطہ قائم کرنے کیلئے عموماً استعمال کرتا تھا۔

سلیمان گھر پر موجود تھا.... اس کی آواز سن کر چہکنے لگا۔ چھوٹتے ہی بولا۔ "وہ حرام زادہ آپ کے حکم کی پرواہ کئے بغیر گھر سے باہر نکل گیا....!"

"لیکن کیسے....؟"

"پتہ نہیں.... سالے کی بوتلیں تک میں ہی منگوا کر دیا کرتا تھا۔ ارے یہ کالے سانپ کی قوم ہے.... آپ کو پتہ نہیں کب عقل آئے گی۔!"

"او سلیمان....!"

"جی صاحب....!"

"غور سے سن اور میری بات کا جواب دے! وہ ان دنوں کیا کرتا رہا تھا۔!"

"دن بھر دوربین لئے کھڑکی پر بیٹھا رہتا تھا! ابھی کچھ دیر پہلے یکایک دوربین میز پر پھینکی اور بوٹ پہن کر بھاگ گیا.... میں چیختا ہی رہ گیا۔!"

"اس کے اسٹاک میں شراب موجود تھی....!"

"چار بوتلیں جناب عالی.... اب کیا سالے کو اپنا خون پلاتا.... اور جو قسم چاہے لے لیجئے میں نے تو اس دوران میں اس سے بات تک نہیں کی کہ کہیں بتنگڑ بن کر میرے سر پر کوئی مصیبت نہ لائے۔ یقین کیجئے کہ وہ کالی مرغی کی اولاد کسی بات چیت کے بغیر نکل بھاگا ہے۔!"

"بہر حال وہ دوربین لئے کھڑکی کے قریب بیٹھا رہا کرتا تھا....!" عمران نے کہا۔

"جی ہاں.... اور اس کی ذمہ داری بھی چست لباس لڑکیوں پر ہو سکتی ہے مجھ پر نہیں۔!"

"ایک بات تو بھی سن گھر سے باہر قدم نکالنے کی ضرورت نہیں پڑوسیوں سے سودا منگوا لیا کر۔!"

"ارے ضرورت ہی کیا ہے.... سودا بھی آپ ہی کے لئے ہوتا ہے.... ہم تو کچھ کھائے پئے بغیر بھی برسوں چل سکتے ہیں۔!"

"شٹ اپ....!" عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

کچھ دیر ٹھہر کر رانا پیلس کے نمبر رنگ کئے....! بلیک زیرو نے کال ریسیو کی۔

"اس عمارت کا بیرونی نقشہ مع محل وقوع دو گھنٹے کے اندر اندر چاہئے تم خود ملو..... ہوٹل ذیشان کے قریب.....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہہ کر سلسلہ منقطع کردیا۔

تیسری بار موریلی فراہام کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے اس کی آواز سن کر بولا۔

"نسیم بیگ.....!"

"اوہ..... مسٹر بیگ.....! میں نے تمہارے مشورے کے مطابق اس آفیسر کو سب کچھ بتادیا لیکن روپی مل کا تذکرہ نہیں کیا۔!"

"خوب..... ردعمل کیا رہا.....؟"

"بے حد شکر گذار ہے میرا کہ میں نے اسے اس عورت کی تلاش سے بچالیا جو ڈیوڈ کے ہوٹل میں اس کے متعلق معلومات حاصل کرنے گئی تھی۔ وہ بہت مہربان ہے۔!"

"ٹھیک ہے..... اچھی خبر ہے۔!"

"اب اسے ڈیوڈ کے ان ساتوں دوستوں کی تلاش ہے.....؟"

"یہ بھی اچھی بات ہے۔!"

"تم کب مل رہے ہو.....؟"

"کیا اب بھی میری ضرورت باقی رہتی ہے۔!"

"کیوں نہیں.....! میں تمہاری منتظر رہوں گی۔!"

"آج نہیں..... آسکوں گا..... کل پر رکھو.....!"

"میں تمہاری مشکور ہوں کہ اس الجھن سے نجات پاسکی۔!"

"لیکن اس آفیسر سے نجات نہ پاسکو گی.....!"

"کیا مطلب.....!"

"بے دھڑک عاشق ہوجاتا ہے.....!"

دوسری طرف سے کھنکتا ہوا سا قہقہہ سنائی دیا اور سلسلہ منقطع ہوگیا۔

عمران بوتھ سے باہر آگیا اب وہ پھر ہوٹل ہی کی طرف جارہا تھا۔

ٹھیک دو گھنٹے بعد اس نے بلیک زیرو کو ہوٹل کے قریب کھڑے دیکھا۔ جو اس کے لئے داراب منزل کا بیرونی نقشہ لایا تھا۔

وہ عمران کے موجودہ میک اپ سے واقف تھا۔ دونوں ذیشان کے ڈائننگ ہال میں داخل ہو کر
ہ کیبنوں کی طرف چلے گئے۔

بیٹھتے ہی بلیک زیرو بولا۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جوزف کبھی آپ کے احکامات کے
ف بھی کچھ کر گذرے گا۔!"

"اور وہ اتنا احمق بھی نہیں ہے کہ ہر سفید فام غیر ملکی کے پیچھے اس لئے دوڑتا پھرے کہ مجھ
ے ٹکرانے والے چند غیر ملکی ہی تھے۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"پھر.....؟"

"اسے کسی طرح یقین آگیا ہوگا کہ وہ انہیں لوگوں میں سے ہو سکتا ہے۔ سلیمان سے معلوم
وا ہے کہ وہ دوربین لئے کھڑکی پر بیٹھا رہتا تھا۔ ظاہر ہے کہ نیچے سڑک پر سے بھی وہ اپنی دور
بین سمیت صاف نظر آتا ہوگا۔ اچانک اس نے دوربین پھینکی تھی اور کوٹ پہن کر نیچے بھاگا تھا۔
یا سوچا جاسکتا ہے اس سلسلے میں.....؟"

"تو گویا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جس کے پیچھے وہ گیا تھا اسی نے کسی طرح اسے یقین دلا دیا
ہوگا کہ وہ انہی لوگوں میں سے ہے۔!"

"اس کے علاوہ اور کوئی چیز جوزف کو میرے حکم سے سرتابی پر مجبور نہیں کر سکتی۔!"

"آخر اس نے اسے کس طرح یقین دلایا ہوگا کہ وہ انہی لوگوں میں سے ہے.....؟"

"تم پہلے بتاؤ کہ اوٹو ویلانی کی قیام گاہ کی نگرانی کے کیا نتائج نکلے۔!" عمران نے سوال کیا۔

"کچھ بھی نہیں.....! اس لڑکی کے علاوہ اور کسی کو بھی وہاں آتے جاتے نہیں دیکھا
گیا۔ مقررہ وقت پر آتی ہے اور مقررہ وقت پر وہاں سے چلی جاتی ہے۔! مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے
وہاں اس کے علاوہ اور کوئی ہوتا ہی نہیں۔!"

"یعنی ہمارے آدمیوں نے وہاں ابھی تک کوئی مرد نہیں دیکھا.....!"

"جی نہیں.....!"

"اس آدمی ویلانی نے مجھے روحانیات وغیرہ کے چکر میں پھنسانے کی کوشش کی تھی۔!"

"آخر یہ ہے کیا بلا.....؟"

"ایک پیشہ ور نجومی.....! یو کے میں ہمارے کسی بڑے لیڈر سے اس کی ملاقات ہوئی تھی۔

اس نے اس کے بارے میں کچھ بالکل صحیح پیشین گوئیاں کی تھیں۔ لہٰذا انہی کی سفارش پر اسے ویزا دیا گیا تھا۔ وزارت خارجہ کے ویزا برانچ میں اس کا ریکارڈ موجود ہے۔! تصویر بھی میں نے دیکھی تھی۔ خوف ناک صورت والا ہے۔ بہر حال منظر عام پر آنا پسند نہیں کرتا۔ بزنس بذریعہ خط و کتابت کرتا ہے۔!"

"تو آپ بھی اسے نہیں دیکھ سکے تھے۔!"

"نہیں صرف آواز سنی تھی....!"

"وہ کسی سے ملتا نہیں.... لیکن جوزف پر بہت مہربان ہے۔!"

"اور اس مہربانی کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مجھ سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی خود بخود ہی اس کی طرف کھنچا چلا گیا تھا۔" عمران نے طویل سانس لے کر کہا۔

"تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ویلانی براہِ راست انہی لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔!"

"اس کا شبہ کیا جا سکتا ہے۔!" عمران آہستہ سے بڑبڑایا۔ "اب وہ بچھو کی شکل والے سیاہ داغ ہی کا قصہ لے لو.... لڑکی نے جوزف کو اس کی کہانی سنائی تھی۔ جوزف بالکل ہی گدھا نہیں ہے لیکن جہاں کالے جادو وغیرہ کا چکر آ پڑے وہاں وہ گدھے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اسے لڑکی کی کہانی پر یقین آ گیا ہوگا۔ اب ذرا تصور کرو.... وہ دوربین لئے کھڑکی پر بیٹھا ہوا ہے۔ مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ آس پاس پائے جانے والے مشتبہ آدمیوں پر نظر رکھے۔ ظاہر ہے کہ خصوصی توجہ سفید فام غیر ملکیوں پر رہی ہوگی۔ اچانک وہ ایسے ہی ایک آدمی کی پیشانی پر بچھو کی شکل کا داغ دیکھ لیتا ہے۔ تم خود سوچو اس کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔ ایسی صورت میں۔!"

"غالباً آپ ٹھیک نتیجے پر پہنچے ہیں۔!"

"بچھو کے داغ والی کہانی اس لئے گڑھی گئی ہے کہ ہم لوگ ایسے کسی آدمی کی تلاش میں رہیں.... نوئیل والے واقعہ سے انہیں یقین آ گیا ہے کہ میں تنہا نہیں ہوں.... اور یہ بھی ممکن ہے کہ پولیس کے لئے کام کر رہا ہوں.... وہ غالباً جوزف پر تشدد کریں گے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ حقیقت کیا ہے....!"

"تو پھر یہ اوٹو ویلانی۔!"

"نہیں فی الحال.... ہمارے پاس اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا براہ راست

[illegible] ہاتھ ڈال دینا مناسب نہیں.... اب تو شاخوں ہی کے سہارے جڑ تک پہنچنا ہوگا۔ ہم دیکھیں گے کہ داراب منزل میں کیا ہو رہا ہے....؟ لیکن اس سے قبل تمہیں اطمینان کر لینا ہوگا ہمارے ان آدمیوں کی بھی نگرانی تو نہیں کی جا رہی جو داراب منزل کی نگرانی کر رہے ہیں۔!"

"اس پر خاص طور سے توجہ دی گئی ہے.... اور میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔!"

جوزف اس غیر ملکی کا تعاقب کرتا ہوا داراب منزل تک آیا تھا.... اور اس کے اندر داخل ہو جانے کے بعد سوچ ہی رہا تھا کہ اسے اب کیا کرنا چاہئے۔ اچانک اسے ایک مضحکہ خیز منظر دکھائی دیا وہ آدمی جس کا تعاقب کرتا ہوا وہ یہاں تک آیا تھا پورچ میں پہنچا ہی تھا کہ کسی جانب سے ایک عورت اس پر جھپٹ پڑی اور پٹائی شروع کر دی۔ دونوں ہاتھوں سے۔ جوزف عین گیٹ کے سامنے کھڑا تھا۔ اس لئے وہ اس حادثے کو دیکھ سکتا تھا۔ ورنہ کمپاؤنڈ کی قد آدم دیواریں سڑک پر سے اندر کا جائزہ لینے میں حارج ہی ہوتیں۔

پھر دفعتاً اس آدمی نے مدد کے لئے چیخنا شروع کر دیا۔

جوزف نے دیر سے شراب نہیں پی تھی اس لئے کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی کند ہو کر رہ گئی تھی۔ بہر حال اس عورت پر سخت غصہ آیا اور وہ پٹنے والے کی مدد کرنے کے لئے پھاٹک سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ لیکن اسے اس کی خبر بھی نہ ہو سکی کہ اس کے اندر داخل ہوتے ہی پھاٹک بند کر کے مقفل کر دیا گیا ہے۔ وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا پورچ تک آ پہنچا۔

اب عورت اپنے شکار کو زمین پر گرا کر چڑھ بیٹھی تھی.... اور دونوں ہاتھوں سے پیٹے جا رہی تھی اور وہ اب بھی مدد کے لئے چیخے جا رہا تھا۔ یہ عورت بھی سفید فام ہی تھی۔

"محترمہ....! محترمہ....!" وہ ان کے قریب پہنچ کر گھگھیایا.... "خداوند خدا کے لئے ایک مرد کی اس طرح تذلیل نہ کیجئے۔!"

"او سچے کرسچین ہٹ جا یہاں سے۔!" عورت ہانپتی ہوئی بولی۔ "یہ بھی تیری ہی طرح سچا کرسچین ہے.... اور گلے میں کراس لٹکا کر مجھے دھوکے دیتا ہے۔!"

"میں شرمندہ ہوں اپنی دخل اندازی پر محترمہ.... لیکن یہ میری استدعا ہے.... مقدس کنواری کا واسطہ ہٹ جائیے۔!"

دفعتاً وہ اسے چھوڑ کر ہٹ گئی اور مرد اٹھ کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر بھاگا.....! عورت چند لمحے ہانپتی اور جوزف کو گھورتی رہی پھر بولی۔ "تم کون ہو.....!"

"مم..... میں..... مداخلت کی معافی چاہتا ہوں محترمہ.....! ویسے میں دراصل ان صاحب کے پیچھے پیچھے ہی آیا تھا۔!"

"کیوں.....؟" عورت غرائی۔

"میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں.....!"

"ہم رومن کیتھولک ہیں.....!" عورت نے اکڑ کر کہا۔

"تعجب ہے.....!" جوزف سر ہلا کر بولا۔ "میں نے آج تک کوئی ایسا رومن کیتھولک نہیں دیکھا جو ماتھے پر بچھو کی تصویر بنائے پھرتا ہو.....!"

"اوہ.....!" وہ پژمردہ نظر آنے لگی۔ پھر یک بیک پرجوش لہجے میں بولی۔

"اسے سزا ملی ہے..... خدا کا قہر نازل ہوا ہے۔ اس جیسے بدکردار شوہر کا تو پورا چہرہ سیاہ ہو جانا چاہئے۔ اُوہ تم مجھے معاف کرنا..... سیاہی کوئی ایسی بُری چیز نہیں..... لیکن سزا کے طور پر.....!"

"میں سمجھتا ہوں..... میں سمجھتا ہوں.....!" جوزف سر ہلا کر بولا۔

"آؤ..... اندر چلو میں تمہیں بتاؤں گی کہ وہ کیسا آدمی ہے تب تم اندازہ کر سکو گے کہ میں حق بجانب ہوں.....!"

"نہیں مادام..... شکریہ بس اتنا ہی کافی ہے..... مجھے اس مداخلت پر شرمندگی ہے۔ آپ کے اپنے نجی معاملات ہیں..... میں دخل دینے والا کون.....!"

"میں دل کا غبار یا بخار جو کچھ بھی سمجھو نکالنا چاہتی ہوں۔ کیا میرے لئے ہمدردی کا اتنا سا جذبہ بھی نہیں رکھتے..... اسے بچانے تو دوڑے آئے تھے۔!"

"ارے نہیں..... یہ بات نہیں.....!" جوزف نے دانت نکال دیئے۔ وہ نروس ہو گیا تھا.....

اگر وہ کوئی نوجوان اور دبلی پتلی عورت ہوتی تو جوزف گھاس بھی نہ ڈالتا لیکن وہ ایک معمر اور موٹی تازی خاتون ہونے کی حیثیت سے جوزف کے لئے قابل احترام تھی۔ اس کی بات کسی طرح نہ ٹال سکا۔ یہ بھی بھول گیا کہ اس آدمی کا تعاقب کیوں کیا تھا.....!

سعادت مندانہ انداز میں عورت کے پیچھے چل پڑا۔ لیکن نشست کے کمرے میں داخل ہو کر

ہی قدم آگے بڑھا تھا کہ پے در پے تین چار ایسی ضربیں سر پر پڑیں کہ بیک وقت آنکھوں میں تارے بھی ناچے اور مکمل تاریکی کا احساس بھی پیدا ہوا اس کے بعد وہ احساس کی کسی بھی قسم کو شناخت کرنے کے قابل نہ رہ گیا۔

پھر پتہ نہیں کتنی دیر ذہن پر وہ تاریکی مسلط رہی تھی..... ہوش آنے پر اس نے خود کو ایک کرسی سے بندھا ہوا پایا تھا۔

کرسی ایک میز کے قریب رکھی ہوئی تھی اور اس کے دونوں ہاتھ رسی کی بندش سے آزاد تھے۔ اس نے محسوس کیا کہ ٹانگیں الگ الگ کرسی کے پایوں سے باندھی گئی ہیں۔ بہر حال اس بُری طرح جکڑا ہوا تھا کہ ہاتھوں کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

دفعتاً میز پر رکھی ہوئی بوتل پر اس کی نظر پڑی۔ لیبل سے وہائٹ ہارس وہسکی معلوم ہوتی تھی۔ جوزف کی باچھیں کھل گئیں۔ بوتل اس کی پہنچ سے دور نہیں تھی۔ سوڈے کا سائیفن بھی قریب ہی موجود تھا اور ایک عدد گلاس بھی..... لیکن جوزف جیسے بلانوش کو سوڈے یا گلاس سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ ہاتھ بڑھا کر بوتل اٹھالی۔ اسے کھولنے کا کام دانتوں سے لیا اور دوسرے ہی لمحے میں وہ اس کے ہونٹوں سے لگی ہوئی تھی۔ چوتھائی بوتل چسک لینے کے بعد سانس لینے کے لئے رکا ہی تھا کہ پشت سے کسی نے ہاتھ بڑھا کر بوتل چھین لی۔

ساتھ ہی آواز آئی۔ "مفت کی نہیں ہے.....!"

جوزف گردن گھما کر بولنے والے کو دیکھ نہ سکا۔ اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے بہت دیر بعد ملی تھی اس لئے فوری طور پر نہ صرف دماغ گرم ہو گیا تھا بلکہ سر کی چوٹ بھی رنگ لا رہی تھی۔ لال تو نہیں چھٹی تھی البتہ سر میں کئی عدد چھوٹے چھوٹے "طفیلی سر" ضرور پیدا ہو گئے تھے۔

وہ بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ ہونٹ اب بھی بھینچے ہوئے تھے اور آنکھوں سے جہنم جھانک رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اسے یاد آتا رہا کہ یہاں اس کی موجودگی کا مطلب کیا ہو سکتا ہے۔

"کیا تم ہوش میں ہو.....!" پشت سے آواز آئی۔ بڑی گونجدار اور پروقار آواز تھی۔

"ہوں.....!" جوزف بھی غرایا۔

"میرے سوالات کے جواب دے سکو گے.....؟"

"سوالات پر مبنی ہے.....!"

"ہڈیاں توڑ دی جائیں گی....!"

"کیا یہ سوال ہے....؟" جوزف غرایا۔

"ہم تمہارے اور تم سے تعلق رکھنے والوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر چکے ہیں۔!"

"اس جملے میں بھی کہیں سوال نظر نہیں آتا....!" جوزف کا لہجہ زہریلا تھا۔ لیکن اس بار اس نے پشت سے بولنے والے کی آواز نہ سنی۔ کمرے کی فضا پر پھر بوجھل سا سکوت طاری ہو گیا تھا اور اب وہائٹ ہارس کی بوتل بھی اس کی دسترس سے باہر تھی۔ بہر حال جتنی بھی حلق سے نیچے اتر چکی تھی فی الحال ذہن کو جگائے رکھنے کے لئے کافی تھی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا.... کمرہ کیا اسے ہال کہنا چاہئے لیکن اس کے اندر ایک میز اور ایک کرسی کے علاوہ وہاں فرنیچر کے قسم کی اور کوئی چیز موجود نہیں تھی البتہ سامنے والے گوشے میں ریفریجریٹر ٹائپ کی کوئی مشین رکھی نظر آئی.... اس سے اسپرنگ کی شکل کا ایک تار نکل کر مخالف سمت والی دیوار تک چلا گیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی اسپرنگ کو کھینچ کر پھیلا دیا گیا ہو۔ اسپرنگ کے بلوں کا قطر کم از کم چھ انچ ضرور رہا ہوگا۔

دفعتاً کسی جانب سے ایک بڑی سی بکری ہال میں گھس آئی.... اس کے پیچھے ایک آدمی بھی آیا تھا.... یہ مقامی ہی تھا ایسا لگتا تھا جیسے وہی اس بکری کو گھیر کر یہاں تک لایا ہو۔ بکری کے کان پکڑ کر کھینچتا ہوا اسے اس جگہ تک لے گیا جہاں اسپرنگ کے دوسرے سرے کو دیوار کے ایک ہک سے منسلک کر دیا گیا تھا۔ آنے والے نے اسپرنگ کا سرا دیوار کے ہک سے نکال کر بکری کے گلے میں پڑے ہوئے پٹے سے لگا دیا۔

"کیا کر رہا ہے.... یہ....!" جوزف آہستہ سے بڑبڑایا۔ اس نے دیکھا کہ بکری کے پیر لکڑی کے شکنجے میں اس طرح کس دیئے گئے تھے کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔

پھر وہ آدمی بھی وہاں سے چلا گیا.... جوزف الجھن میں پڑ گیا تھا اور اس الجھن کی وجہ سے غصہ بھی جاتا رہا جو کچھ دیر پہلے گفتگو پر آیا تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے....؟ کیا یہ سب مسخرے ہیں.... وہ سوچتا رہا۔ اسے اس جال میں پھانسنے کے لئے ایک عورت نے اس مرد کی پٹائی کی تھی جس کا تعاقب کرتا ہوا وہ یہاں تک پہنچا تھا اور اب یہ بکری لیکن کیوں....؟ اس میں حیرت کی کیا بات ہے ہو سکتا ہے یہ موڈرن بکری اسی

طرح باندھی جاتی ہو.... اونہہ جہنم میں جائے اسے کیا....؟ وہ خود تو بندھا بیٹھا ہے.... پتہ نہیں دوسرا لمحہ اس کے لئے کیا لائے لہٰذا اسے بکری کے بجائے اپنے باس کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ باس بے حد عقل مند ہے.... اس نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ کسی بھی حال میں باہر نہ نکلے لیکن بالآخر وہ اس بچھو کے جال میں پھنس گیا۔ وہ مردود شاید جانتا تھا کہ بیوقوف جوزف دور بین سنبھالے کھڑکی کے قریب بیٹھا ہے لہٰذا اس نے جان بوجھ کر اپنا وہ منحوس داغ دکھایا.... اور بیوقوف جوزف خدا اسے معاف کرے اس کے پیچھے دوڑ پڑا.... لیکن بچھو....! خدا کی پناہ.... یہ بچھو آیا کہاں سے تھا۔!

"ہولی فادر....!" اس کی زبان سے بے ساختہ یہ آواز بلند نکلا۔

"کس بات پر حیرت ہے....؟" پشت سے آواز آئی۔

"ارے تو کیا اب تم میرے پیٹ میں گھسنے کی کوشش کرو گے۔!" جوزف نے جھلا کر کہا لیکن اس کے جواب میں اس نے کچھ نہ سنا۔ پھر پہلے ہی کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔ بکری بھی خاموش کھڑی تھی وہ تو اس درجہ ساکت تھی کہ جگالی بھی نہیں کر رہی تھی۔ چونکہ جوزف کو پھر غصہ آ گیا تھا اس لئے اس کا جی چاہا کہ وہ خود ہی جگالی شروع کر دے۔ کم بختوں نے خواہ مخواہ باندھ رکھا ہے پتہ نہیں کیا چاہتے ہیں۔

دفعتاً ایک عجیب قسم کی آواز نے اسے چونکا دیا۔ یہ اسی ریفریجریٹر ٹائپ کی مشین سے آ رہی تھی جس سے اسپرنگ کی شکل کا تار نکل کر بکری کے پٹے تک گیا تھا۔

پھر اسپرنگ کے ریفریجریٹر سے منسلکہ سرے سے ایک شعلہ سا لپکا اور اسپرنگ کے بلوں پر آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ عجیب سا شعلہ تھا.... جب اسپرنگ کے کسی بل کے اوپری حصے پر پہنچتا تو اس کی رنگت تبدیل ہو جاتی پھر جب دوسری طرف نیچے اترنے لگتا تو پھر رنگت بدلتی اور سامنے کے موڑ تک آتے آتے وہ تیسری رنگت اختیار کر لیتا.... اس طرح وہ کبھی سرخ ہو جاتا کبھی سبز اور کبھی گہرا نیلا تین رنگوں کا یہ شعلہ اسپرنگ کے بلوں پر آہستہ آہستہ رینگتا ہوا بکری کی جانب بڑھتا رہا۔

کچھ دیر تک جوزف حیرت سے منہ پھاڑے اسے دیکھتا رہا تھا۔ پھر ذہن پر جمی ہوئی برف پگھلی تھی اور دفعتاً اس نے محسوس کیا تھا کہ دل کی دھڑکن تیز ہو گئی.... یہ دھمکی ہے.... سو فیصد

دھمکی... اس نے سوچا کہ یہ لوگ اسے خوف زدہ کرنا چاہتے ہیں.... اس بکری کو مار ڈالیں گے۔

شعلہ تین چوتھائی فاصلہ طے کر چکا تھا.... اس میں تقریباً پندرہ منٹ لگے تھے پھر بیسویں منٹ پر کیا ہوگا.... جوزف مضطربانہ انداز میں منتظر تھا۔

بیسواں منٹ شعلے کی راہ میں حائل ہوا ہی تھا کہ تیز قسم کی روشنی کے جھماکے سے جوزف کی آنکھیں چندھیا گئیں۔

اور جب نظر ٹھہری تو بکری کی جگہ راکھ کا ڈھیر دکھائی دیا۔

بلیک زیرو کے توسط سے پل پل بھر کی خبریں عمران تک پہنچتی رہی تھیں۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جوزف پر سختیاں کی جا رہی ہوں گی۔ ساتھ ہی اس پر بھی یقین تھا کہ وہ اسے جان سے نہیں مار سکتے۔ اس طرح جال میں پھانسنے کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ وہ جوزف سے اسکا پتہ معلوم کریں کیونکہ گھر سے فرار ہوتے وقت جوزف ہی نے گاڑی ڈرائیو کی تھی۔ انہیں یقین ہے کہ جوزف اس کی کمین گاہ سے واقف ہے۔ بیچارہ جوزف.... وہ اس سے انکار کرے گا اور وہ یقین نہ کریں گے بہر حال انہیں اسے زندہ رکھنا ہی پڑے گا۔ البتہ بڑی سخت اذیتیں دیں گے کہ وہ کسی طرح اگل دے۔

شام تک ایسی کوئی اطلاع نہ ملی جس کے مطابق داراب منزل میں کسی نے قدم رکھا ہو یا کوئی باہر آیا ہو.... کمپاؤنڈ کا پھاٹک جوزف کے داخل ہونے کے بعد سے اب تک بند ہی رہا تھا۔

عمران عمارت کے بیرونی نقشے کا کئی بار جائزہ لے چکا تھا۔ سر شام ہوٹل سے نکلا کچھ دیر شہر میں مٹر گشت کرتا پھرا.... اور پھر ایک پبلک ٹیلی فون کے ذریعے بلیک زیرو سے آخری رپورٹ لے کر داراب منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمارت کے سامنے والی سڑک پر کسی قدر ٹریفک تھا.... لیکن عقبی شاہراہ سنسان پڑی تھی۔ اور اس سڑک کے دوسرے کنارے سے کچھ ہی فاصلے پر کھیتوں کے سلسلے دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ اُدھر عمارتیں نہیں تھیں.... داراب منزل کے قریب کے کچھ درختوں نے عمارت کی عقبی دیوار کو تقریباً گھیر رکھا تھا.... لیکن کسی درخت کی شاخ عمارت سے اتنی قریب نہیں تھی کہ اس کے سہارے چھت تک پہنچنا ممکن ہوتا۔

عمارت دو منزلہ تھی اور زمین سے آخری چھت تک کا فاصلہ کم از کم پچاس فٹ ضرور رہا ہوگا۔

عمران نے اوور کوٹ اتار کر ایک طرف ڈال دیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا دیوار کے قریب پہنچا۔ کئی کھڑکیاں اس جانب بھی کھلتی تھیں۔ بعض کے شیشے روشن نظر آئے۔ وہ روشنی کی زد سے بچتا ہوا آیا تھا.... چند لمحے دیوار سے لگا کھڑا اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ تا رہا اور بالآخر گندے پانی کے ایک پائپ پر نظر پڑ ہی گئی۔ اندازہ یہی تھا کہ وہ آخری چھت تک گیا ہوگا۔ پھر اس کے قریب پہنچ کر تصدیق بھی ہو گئی۔ جوتے اتار کر جیبوں میں ٹھونسے اور پائپ کے سہارے دیوار پر چڑھنا شروع کیا۔ سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے اس لئے دور سے دیکھ لئے جانے کا اندیشہ بھی کم ہی تھا۔ پلک جھپکتے ہی وہ آخری چھت پر نظر آیا۔ پائپوں کے سہارے چھتوں پر پہنچنے کے سلسلے میں وہ ایسی ہی مہارت دکھاتا جیسے بندروں میں پل کر جوان ہوا ہو۔

جوزف نے اسی آدمی کو راکھ کا وہ ڈھیر وہاں سے ہٹاتے دیکھا جو بکری کو گھیر کر لایا تھا۔ اسپرنگ اچھل کر مشین کے قریب جا پڑا تھا۔

راکھ کا ڈھیر ہٹا دینے کے بعد اس نے اس اسپرنگ کو مشین سے الگ کر کے ایک طرف ڈال دیا۔ چند لمحے مشین کا جائزہ لیتا رہا پھر دوسرا اسپرنگ جو مشین کے اوپری حصے پر رکھا ہوا تھا اٹھا کر مشین کے کسی پرزے سے منسلک کر کے اسے کھینچتا ہوا مخالف سمت والی دیوار تک لایا.... جوزف نے دیکھا کہ وہ اسے دیوار کے ہک سے اٹکا رہا ہے۔

دفعتاً پیچھے سے کسی نے اس کی کرسی کو دھکا دیا اور وہ پھسلتی ہوئی آگے بڑھ گئی اب جوزف نے محسوس کیا کہ کرسی کے پایوں کو چھوٹے چھوٹے پہیے لگے ہوئے ہیں۔ وہ سمجھا تھا کہ اب کرسی پھر دھکیلی جائے گی۔ اچھی طرح جانتا تھا کہ اب اسے بھی وہیں پہنچا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے جہاں بکری راکھ ہو گئی تھی۔

وہ دوسرے دھکے کا منتظر ہی تھا کہ دفعتاً اس کے ادھر اُدھر جھولتے ہوئے ہاتھ پکڑ لئے گئے.... اور پشت پر لے جا کر انہیں بھی باندھ دیا گیا.... غفلت میں مارا گیا.... شاید وہ اپنے ہاتھوں کو آزاد رکھنے کے لئے پوری قوت صرف کر دیتا۔

بہر حال کرسی وہیں پہنچا دی گئی.... جہاں کچھ دیر پہلے بکری راکھ ہوئی تھی.... "نیگرو....!" دفعتاً کسی نے اسے مخاطب کیا۔ "تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو

تم کچھ دیر پہلے اس بکری کا دیکھ چکے ہو.....!"

جوزف کچھ نہ بولا.... اس بار بھی اُسے بولنے والا نظر نہیں آیا تھا.... ہال میں دیسی آدمی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا جس نے مشین دوبارہ چلائی تھی۔

وہ آگے بڑھا اور دیوار کے ہک سے اسپرنگ کا سرا نکال کر جوزف کے کالر سے اٹکایا اور جوزف بالکل اس بکری ہی کی طرح ان واقعات سے بے تعلق نظر آتا رہا اس کے چہرے پر ایسی ہی معصومیت تھی جیسے وہ اپنی شادی کی رسومات سے دوچار ہو رہا ہو۔

"جوزف.....!" وہی آواز پھر ہال میں گونجی.... اور جوزف چونک پڑا.... لیکن اس نے بھی زبان نہیں ہلائی۔

"جوزف.....!" آواز پھر سنائی دی جو کسی درندے کی غراہٹ سے مشابہ تھی جوزف نے لاپروائی سے کہا۔ "میں صرف انہیں جواب دینے کا عادی ہوں جو مردوں کی طرح سامنے آکر بات کریں۔!"

حقارت آمیز قہقہے کے ساتھ کہا گیا۔ "میں سامنے آؤں بھی تو کیا.... تم تو بے بس ہو۔!"

جوزف غرایا۔ "تم میری زبان کاٹ دو.... لیکن میری آنکھوں میں اپنے لئے ایک گندی سی گالی پاؤ گے۔!"

"اس کے باوجود بھی تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے بشرطیکہ تم عمران کا پتہ بتا دو.....!"

"میں نہیں جانتا.... اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اس سے لاعلم رکھا ورنہ ہو سکتا تھا کہ میں تمہیں بتا ہی دیتا۔ زندگی کسے پیاری نہیں ہوتی۔!"

"تم جھوٹے ہو.....!"

"تم خبیث ہو.....!" جوزف دانت پیس کر بولا۔

"اچھا یہی بتا دو کیا وہ پولیس کے لئے کام کر رہا ہے۔!"

"مرضی کے مالک ہیں.... جس کے لئے چاہیں کام کریں۔!"

"ہاں یا نہیں میں جواب دو.....!"

"میں نہیں جانتا...! میری اتنی اہمیت نہیں ہے کہ وہ اپنی مشغولیات سے مجھے باخبر رکھیں۔!"

"اس کے ساتھ کتنے آدمی ہیں.....؟"

"تم اب اپنی بکواس بند کرو.....!" جوزف بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا کہ وہ میرے باس ہیں۔!"

"اچھی بات ہے!" آواز آئی۔ "تمہیں فی الحال صرف اتنا بتانا ہے کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔!"

جملہ پورا ہوتے ہی اسپرنگ کے مشین والے سرے سے شعلہ بھڑکا اور آہستہ آہستہ جوزف کی طرف رینگنے لگا۔

"میں کچھ نہیں جانتا.....!" جوزف حلق پھاڑ کر چیخا۔

لیکن اس نے پھر وہ آواز نہ سنی.... شعلہ آہستہ آہستہ اسپرنگ کے بلوں میں چکراتا اس کی جانب بڑھتا رہا۔

پھر دفعتاً پورے ہال میں اندھیرا چھا گیا.... بجلی کے بلب اچانک بجھ گئے تھے۔ شعلہ بھی جہاں تھا وہیں غائب ہو گیا۔ اور اندھیرے میں پھر وہی آواز گونجی۔

"یہ کیا ہوا.....؟ دیکھو.....؟ خطرہ ہے..... ہوشیار.....!"

پھر جوزف نے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں۔ شاید ایک فائر بھی ہوا تھا۔ لیکن آواز اتنی ہلکی تھی کہ جوزف کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکا.... اس کی دانست میں وہ فائر بھی ہو سکتا تھا اور اس کے برعکس بھی.....!

کچھ دیر بعد ہال میں پھر روشنی ہو گئی اور ایک دروازے میں عمران نظر آیا جو اس دیسی آدمی کو دھکے دیتا ہوا اندر لا رہا تھا.... جس نے جوزف کے کالر میں اسپرنگ کا سرا اٹکایا تھا۔

جوزف کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلیں.... پتہ نہیں یہ حیرت کا اظہار تھا یا خوشی کا.... بہرحال اب اسے اس کی پرواہ نہیں تھی کہ روشنی ہوتے ہی وہ ہلاکت آفرین شعلہ دوبارہ اسپرنگ کے بلوں میں رینگنے لگا ہے۔

عمران دیسی آدمی کو مشین کی طرف دھکیلتا ہوا غرایا۔ "اسے بند کرو.....!" اس نے بے چون و چرا تعمیل کی.... اور اس کے بعد جوزف کے کالر سے اسپرنگ کا سرا بھی نکال دیا۔

عمران نے اسی سے جوزف کی رسیاں بھی کھلوائیں۔

"بب.... باس.....!" جوزف کی آواز کانپ رہی تھی اور وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکا۔

"تجھ سے تو میں سمجھوں گا.....!" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

جوزف نے دانت نکال دیئے.... کچھ بولا نہیں۔

"میں اچھی طرح جانتا ہوں تو نے کسی کی پیشانی پر بچھو کا نشان دیکھ لیا ہو گا....!"

"خدا کی قسم باس.... تم کیا جانو....!"

"اسے انہیں رسیوں سے جکڑ دے....!" عمران نے دیسی کی طرف اشارہ کیا۔

جوزف نے اسے انہیں رسیوں سے نہ صرف جکڑ دیا بلکہ اسی کرسی پر ڈال کر دھکیلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"کدھر....!" عمران نے ہاتھ نچا کر پوچھا۔

"کیا اسے یہیں چھوڑ جائیں گے باس....!" جوزف نے متحیرانہ لہجے میں سوال کیا۔

"ٹھیک ہے.... چلو....!"

"پھر عمران اس کی رہنمائی کرتا ہوا اسے ایک ایسے کمرے میں لایا جہاں تین نقاب پوش کھڑے اس سفید فام جوڑے کی نگرانی کر رہے تھے جس نے جوزف کو اس جال میں پھنسایا تھا۔

جوزف نے دیکھا کہ اس کی پیشانی پر جہاں داغ تھا پٹی بندھی ہوئی ہے۔

"یہی تھا باس....!" جوزف ہاتھ ہلا کر بولا۔ "اسی پٹی کے نیچے وہ منحوس بچھو موجود ہے۔ پٹی کھول دو....!" عمران نے ایک نقاب پوش سے کہا۔

غیر ملکی نے مزاحمت نہ کی پٹی کھول دی گئی۔ مزاحمت نہ کر سکنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کے ہاتھ پہلے ہی پشت پر لے جا کر باندھ دیئے گئے.... عورت کے ساتھ بھی یہی برتاؤ ہوا تھا۔

عمران جھک کر غیر ملکی کی پیشانی کا وہ داغ دیکھتا رہا۔ ایک بار انگوٹھے کو لب لگا کر اسے مٹانے کی بھی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی.... داغ قدرتی ہی معلوم ہو رہا تھا۔

"پروفیسر ویلانی سے تمہارا کیا تعلق ہے....؟" عمران نے غیر ملکی کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"یہ اسی حرامی کا کارنامہ ہے....!" غیر ملکی نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"یہ داغ....!"

"ہاں یہ داغ....!"

"بہر حال یہ بھی کسی نہ کسی تعلق ہی کی بناء پر ہوا ہو گا....!"

دفعتاً ایک اور نقاب پوش کمرے میں داخل ہو کر بولا۔ "ایک گاڑی کمپاؤنڈ میں آکر رکی ہے۔"

"ٹھیک ہے....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تم سب احتیاطی تدبیر نمبر گیارہ پر عمل کرو گے۔!"

پھر عمران اور وہ نقاب پوش ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔ جوزف ان تین نقاب پوشوں اور قیدیوں سمیت وہیں ٹھہرا رہا۔

ایک نقاب پوش نے ریوالور نکال کر اس کا رخ قیدیوں کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اگر کسی کے منہ سے ہلکی سی بھی آواز نکلی تو بے دریغ گولی مار دی جائے گی۔

پھر دوسرے نقاب پوش نے ہاتھ بڑھا کر بجلی کا سوئچ آف کر دیا اب کمرے میں گہری تاریکی تھی اور وہ سب ایک دوسرے کی سانسوں کی آوازیں سن رہے تھے۔

عمران برآمدے کے ستون کی اوٹ میں تھا.... اس نے پورچ میں کھڑی ہوئی گاڑی سے ایک آدمی کو اترتے دیکھا.... یہ بھی سفید فام ہی تھا.... برآمدے کی روشنی گاڑی پر پوری طرح پڑ رہی تھی۔ اس لئے یہ معلوم کر لینے میں دشواری نہ ہوئی کہ گاڑی میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

عمران نے جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کا دستہ مضبوطی سے گرفت میں لے رکھا تھا۔

جیسے ہی نووارد نے برآمدے کے پہلے زینے پر قدم رکھا ریوالور جیب سے نکل آیا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" اس کے برآمدے میں داخل ہوتے ہی عمران غرایا۔ نووارد اچھل پڑا۔ حیرت سے آنکھیں پھاڑے چند لمحے عمران کو دیکھتا رہا پھر چپ چاپ ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔

"اندر چلو.... مڑ کر دیکھے بغیر....!" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ وہ اسی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا۔

"چلتے رہو.... ہوں.... ٹھیک ہے.... اب یہیں ٹھہر جاؤ....!"

خود عمران نے بھی رک کر مخصوص انداز میں بہ آواز بلند کہا۔ "روشنی....!" اور پھر جب وہ نووارد کو اس کمرے میں لے گیا تو وہاں اندھیرا نہیں تھا۔

"اسے بھی سنبھالو....!" عمران نے نقاب پوشوں کو مخاطب کیا۔

وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے....!" نووارد بالآخر چیخا.... "ابھی تک تو میں سمجھتا رہا تھا کہ ڈاکٹر مجھ سے

مذاق کر رہا ہے۔!"

"خبر دار....!ڈاکٹر کا نام نہ لینا....!" دیسی آدمی غصیلی آواز میں دھاڑا۔ "تم سب بدمعاش ہو.... یہ بات اب سمجھ میں آئی ہے۔!"

"میں مطمئن ہوں....!" عمران مسکرایا۔

جوزف احمقوں کی طرح منہ پھاڑے ہوئے ہر بولنے والے کی طرف متوجہ ہو جاتا ذرا ہی سی دیر میں نووارد کے ہاتھ بھی پشت پر باندھ دیئے گئے۔

"کیوں نہ ہم یہاں سے فوراً روانہ ہو جائیں۔!" ایک نقاب پوش بولا۔

"نہیں....!" عمران کے لہجے میں تحکم تھا....!" بمشکل تمام یہ موقع ہاتھ آیا ہے.... نقاب پوش نے پھر کچھ کہنا چاہا.... لیکن دوسرے نقاب پوش نے آہستہ سے کچھ کہہ کر اسے باز رکھا۔

"کیا تم اس عمارت کے نگران ہو....!" عمران نے دیسی قیدی سے پوچھا۔

"میں اس عمارت کا نگران بھی ہوں اور ڈاکٹر داراب کا اسسٹنٹ بھی.... یہ آدمی خود کو ڈاکٹر کا قریبی دوست ظاہر کر کے یہاں آیا تھا....!"

دیسی قیدی خاموش ہو کر اس غیر ملکی کو گھورنے لگا جس کی پیشانی پر دم نما داغ تھا۔

"اچھا تو پھر....؟" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اس نے ظاہر کیا کہ یہ ڈاکٹر سے ملنا چاہتا تھا لیکن اس کی عدم موجودگی پر اسے افسوس ہے دراصل یہ ڈاکٹر سے ایک معاملے میں مدد کا خواہاں تھا.... اس نے یہی کہا تھا مجھ سے....!"

"کس معاملہ میں مدد کا خواہاں تھا....!"

"اپنی بنائی ہوئی ایک مشین کا تجربہ کرنا چاہتا تھا اس کے بیان کے مطابق اس نے وہ مشین ڈاکٹر ہی کے لئے بنائی تھی.... اس سے پہلے بھی اکثر غیر ملکی ڈاکٹر اور موجدین ڈاکٹر داراب سے ملنے آتے رہتے تھے۔ اس لئے مجھے کسی قسم کا شبہ نہ ہوا۔ میں نے اسے اجازت دے دی۔ یہ اپنی بیوی اور ساز و سامان سمیت یہاں آگیا.... مشین آپ دیکھ چکے ہیں.... آج سے قبل میں اس کے استعمال سے واقف نہیں تھا۔ آج ہی اس نے مجھے اسے آپریٹ کرنے کی ٹریننگ دی تھی۔ مجھ سے کہا تھا کہ یہ مشین نظام ہضم کو بہتر بنانے میں مدد دے گی۔ تجربہ کے لئے ایک بکری فراہم کی گئی تھی۔ دن بھر اسے ایسی دوائیں دی گئیں جنہوں نے اس کا نظام ہضم تباہ کر کے رکھ

دیا۔ اس مردود کا کہنا تھا کہ وہ اسے اس مشین کے ذریعہ اعتدال پر لائے گا۔ لیکن میرے خدا.... تو راکھ ہو گئی.... اور پھر یہ آدمی۔!"

وہ جوزف پر نظر جمائے ہوئے خاموش ہو گیا۔

"کیوں کیا تم نہیں جانتے تھے کہ اسے زبردستی یہاں لایا گیا تھا۔!" عمران نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"ہرگز نہیں جناب میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ یہ کہاں سے آ ٹپکا تھا۔ اس نے تو مجھے صبح ہی بکری کی فراہمی کے لئے باہر بھیج دیا تھا۔ یقین کیجئے بس تھوڑی دیر پہلے مجھے علم ہوا تھا کہ یہاں ان دونوں میاں بیوی کے علاوہ اور کوئی بھی موجود ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ نیگرو کب یہاں لایا گیا.... بکری کے بھسم ہو جانے کے بعد ہی مجھے بہت بڑے خطرے کا احساس ہوا تھا۔ ویسے اس آدمی کو کرسی سے بندھا دیکھ کر بھی میں سوچ میں پڑ گیا تھا.... لیکن اس مردود کے خطرناک تیور دیکھ کر خاموش ہی رہ جانا پڑا۔!"

اس کے خاموش ہو جانے پر عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس سفید فام کی طرف مڑا جس کی پیشانی پر داغ تھا۔

"میری طرف کیا دیکھ رہے ہو....! میں نہیں جانتا کہ یہ اپنی زبان میں کیا کہتا رہا ہے....؟" سفید فام بولا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ کیا کہتا رہا ہے.... خیر.... ہاں تو میں نے تم سے پروفیسر دیلانی کے بارے میں پوچھا تھا۔!"

"میں اس سے اختلاج قلب کی دوا لینے گیا تھا واپسی پر داغ پیشانی پر دیکھا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے تھے۔!" عمران نے نقاب پوش کی طرف مڑ کر کہا۔ "ہمیں انہیں یہاں سے لے ہی چلنا چاہئے۔!"

"آپ لوگ کون ہیں....؟" ڈاکٹر داراب کے مبینہ اسسٹنٹ نے پوچھا۔

"کیا تم ان لوگوں کے بارے میں کچھ جانتے ہو....!" عمران نے غیر ملکیوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"اب تو یہی کہنا پڑے گا کہ قطعی کچھ نہیں جانتا....!"

"لہٰذا ہمارے بارے میں بھی کچھ معلوم کر کے کیا کرو گے.... ویسے چلنا تو تمہیں بھی ہے۔!"

ہمارے ساتھ....!"

"میں اس عمارت کو نہیں چھوڑ سکوں گا.... یہ میری ذمہ داری ہے۔!"

"میں تم سے بھی زیادہ ذمہ دار آدمی ہوں... لہٰذا تمہیں اسکی حفاظت کی فکر نہ ہونی چاہئے۔!"

ڈاکٹر کا اسسٹنٹ اب بھی اسے استفہامیہ نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"ان سبھوں کی تلاشی لے چکے ہو....!" عمران نے نقاب پوشوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"جی ہاں....!" ایک نے جواب دیا۔

"تو اب اسکی بھی جامہ تلاشی لے ڈالو....!" عمران نے نووارد غیر ملکی کی طرف دیکھ کر کہا۔

اس کے پاس سے ایک پرس.... ایک قلم اور جیبی ٹرانس میٹر ریڈیو سیٹ بر آمد ہوا.... پرس میں ایک سو بیالیس روپے اور کچھ وزیٹنگ کارڈز تھے۔ عمران ٹرانس میٹر ریڈیو کو الٹ پلٹ کر دیکھ ہی رہا تھا کہ دفعتاً ایک جانب سے اس کی ایک دیوار سرک گئی.... یہ غالباً کسی بٹن کے دبنے سے ہوا تھا۔

"اوہ....!" عمران کے حلق سے تحیر زدہ سی آواز نکلی.... اور آنکھیں ایسے ہی انداز میں روشن نظر آنے لگی تھیں جیسے کسی مشکل مسئلے کا حل اچانک سامنے آگیا ہو۔

"تم اُسے خراب کر دو گے....!" نووارد غرایا۔ "میں کہتا ہوں یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ میں اپنے سفارت خانے....!"

"بس بس....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تمہارے سفارت خانے کی اجازت ہی سے تمہیں جہنم رسید کروں گا.... مطمئن رہو....!"

اس نے وہ ٹرانس میٹر ریڈیو اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"تم کوئی بھی ہو....! تمہیں پچھتانا پڑے گا....!" نووارد دانت پیس کر بولا۔

"میں عمران ہوں جس کے لئے تم لوگوں نے اس بیچارے کو گھیرا تھا....!" اس نے جوزف کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"عمران....!" نووارد کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"اور تم مجھے پہچانتے ہی تھے....!" عمران اس غیر ملکی کی طرف دیکھ کر مسکرایا جس کی پیشانی پر داغ تھا۔

"میں نہیں جانتا تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو....!"

"جو کچھ چاہتا ہوں تم دیکھ ہی لو گے....!" عمران نے خشک لہجے میں کہا اور نقاب پوشوں سے "ان سبھوں کو وہیں لے چلو جہاں مشین رکھی ہوئی ہے۔!"

"ک.... کیوں....؟" بچھو نما داغ رکھنے والا اجنبی ہکلایا۔

"اب میں بھی ایک تجربہ کرنا چاہتا ہوں....!"

"ن.... نہیں....!" وہ بے حد خوف زدہ نظر آنے لگا تھا۔

"پھر جب اسے وہاں سے لے جایا جانے لگا تو اس نے ہذیانی انداز میں چیخنا بھی شروع کر دیا تھا۔

جوزف اور ڈاکٹر داراب کا نائب بے تحاشہ ہنس رہے تھے۔

ہال میں پہنچ کر ڈاکٹر داراب کے نائب کو کرسی سے اٹھا دیا گیا.... اس کے ہاتھ پیر بھی کھول دیئے گئے اور اس کی جگہ اس سفید فام کو بٹھا کر رسی سے کس دیا گیا۔ کرسی دیوار کے ساتھ اسی جگہ لے جائی گئی جہاں کچھ دیر پہلے جوزف نظر آ رہا تھا۔

عمران کی ہدایت پر داراب کے اسسٹنٹ نے اسپرنگ کا سرا غیر ملکی کے کالر سے اٹکا دیا۔

"اب مشین کو چلاؤ....!" عمران گرج کر بولا۔

غیر ملکی گھگھیا رہا تھا.... لیکن عمران پر ذرہ برابر بھی اثر نہ ہوا۔ مشین چلتے ہی اسپرنگ پر اسی جگہ پر شعلہ نظر آیا جہاں پہلے گل ہوا تھا۔

"اب بتاؤ.... نوئیل ڈیوڈ کہاں ہے....؟" عمران نے قیدی سے پوچھا۔

"اگر تم عمران ہو....!" وہ جلدی جلدی بولنے لگا۔ "تو وہ دو آدمیوں کے ساتھ تمہارا تعاقب کرتا ہوا غائب ہو گیا تھا....!"

"کیا تم ان آٹھ آدمیوں میں سے ہو جو فرینڈز اے براڈ کے ممبر تھے....!"

"ہاں.... میں تھا اور وہ بھی جو تمہارے قریب کھڑا ہے.... خدا کے لئے مشین بند کرا دو!"

"ڈاکٹر ویلانی سے تمہارا کیا تعلق ہے....؟"

"کچھ بھی نہیں.... مجھے ہدایت ملی تھی کہ ڈاکٹر ویلانی کی سیکریٹری سے تمہارے متعلق پوچھ گچھ کروں.... پھر کسی کی ہدایت ہی پر دوبارہ ایک کہانی لے کر اس کے پاس گیا تھا اور یہ داغ پیشانی پر لے کر وہاں سے واپس آیا تھا.... جو کسی طرح بھی نہ مٹ سکا۔!"

"کیا تمہیں ہدایت ملی تھی کہ جوزف کو وہ داغ دکھا کر اپنے ساتھ لگا لاؤ....!"

"ہاں یہی بات تھی....!"

"ہدایات کس سے ملتی ہیں....؟"

"کاش میں جانتا ہوتا....!"

"طریقہ کیا ہوتا ہے....!"

"بہتیرے طریقے ہیں... کبھی کوئی اجنبی پیغامات لاتا ہے اور کبھی ٹرانس میٹر پر کبھی کرپٹوگرافی کے ذریعے... تم اگر چاہو تو تمہیں اپنی کرپٹوگرافی کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتا ہوں۔!"

"اس بہانے زندہ رہنا چاہتے ہو.... کیوں....؟" عمران نے کہا اور ڈاکٹر داراب کے نائب سے کہا کہ وہ مشین بند کردے.... سہ رنگا شعلہ قیدی سے صرف ایک گز کے فاصلے پر رہ گیا تھا.... مشین بند ہوتے ہی وہ بجھ گیا۔

"مجھے توقع ہے کہ تم اپنے بقیہ پانچ ساتھیوں کا پتہ نشان ضرور بتاؤ گے۔!"

"یقیناً بتادوں گا....!"

"یہ عورت تمہاری بیوی ہے....!"

"نہیں....!" سفید فام نے کہا اور دفعتاً حلق پھاڑ کر چیخا۔

"اے.... وہ سرخ روشنی.... ہرا سوئچ آف کرو.... آف کرو....!" لہجے میں کچھ ایسی بوکھلاہٹ تھی کہ عمران کو کسی قریبی خطرے کا احساس ہوا اور وہ دروازے کی طرف جھپٹا.... اس کے ساتھ وہ نقاب پوش اور جوزف بھی کچھ اسی طرح بھڑ کے تھے۔

دفعتاً ایک زوردار دھماکہ ہوا پھر کسی کو ہوش نہ تھا کہ کون کدھر گیا۔

عمران اندھیرے میں سر ٹکراتا پھر رہا تھا۔ عجیب سی گھٹن تھی.... پھر اس نے محسوس کیا کہ وہ دھواں ہی ہو سکتا ہے.... آنکھیں جلنے لگی تھیں اور حلق بند ہوتا جا رہا تھا۔

"جوزف....!" وہ پوری قوت سے چیخا۔

"ہاں.... باس....!" دور سے آواز آئی.... "آگ لگ گئی ہے.... باہر نکلو.... ادھر ہی چلے آؤ سب.... یہاں دیوار بھی ٹوٹ گئی ہے.... میں آسمان دیکھ رہا ہوں....!"

"بولتے رہو.... میں آرہا ہوں.... تمہارے ساتھ اور کون ہے....؟"

"وہ تینوں باہر کود گئے ہیں.... میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں جلدی سے آجاؤ....!"

بالآخر عمران اس تک پہنچ ہی گیا۔

یہاں تاروں کی چھاؤں میں اس نے ملبے کا ڈھیر دیکھا.... دوسری طرف پائیں باغ نظر آرہا تھا۔

"صفدر....!" اس نے غالباً چوتھے نقاب پوش کو آواز دی جو باہر ہی رک کر عمارت کی نگرانی کر رہا تھا۔

"ہاں.... وہ موجود ہے....!" باہر سے آواز آئی۔ "جلدی کیجئے۔!"

دوسرے ہی لمحے میں عمران اور جوزف بھی ٹوٹی ہوئی دیوار پھلانگ کر پائیں باغ میں پہنچ گئے۔

پوری عمارت نہیں گری تھی۔ کچھ حصے منہدم ہوئے تھے اور اس کے اوپر دھوئیں اور غبار کے کثیف بادلوں میں آگ کی بڑی بڑی لپٹیں اٹھ رہی تھیں۔

"نکل چلو....!" عمران پھاٹک کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔ "تم سب اپنی گاڑیوں سے جاؤ.... جوزف بھی تمہارے ہی ساتھ جائے گا.... میں عمارت کی پشت پر اپنا اوور کوٹ چھوڑ آیا ہوں۔!"

وہ پھاٹک سے نکل کر عقبی سڑک کی طرف بھاگا.... ہر چند کہ یہاں گھنی آبادی نہیں تھی لیکن لوگ چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں کی صورت میں عمارت کی طرف دوڑے آرہے تھے۔

عمران نے عمارت کی پشت پر پہنچ کر اوور کوٹ اٹھایا اور اسے پہن کر خود بھی کوشش کرنے لگا کہ عمارت کے سامنے والی بھیڑ میں شامل ہو جائے اسے یقین تھا کہ ان لوگوں میں سے ایک آدھ اس بستی سے بھی تعلق رکھتا ہوگا ورنہ اس کام کے لئے خصوصیت سے اسی عمارت کو کیوں استعمال کیا جاتا۔

لوگ چیخ رہے تھے ادھر ادھر دوڑ رہے تھے.... طرح طرح کی تجویزیں پیش کی جا رہی تھیں شہری دفاع کے عملے کے لوگ آگ بجھانے کی تدبیریں عمل میں لا رہے تھے۔

عمران کو توقع نہ تھی کہ اندر رہ جانے والوں میں سے کوئی زندہ بچا ہو۔ اگر وہ اور اس کے ساتھی خطرے کا احساس ہوتے ہی بروقت مشین کے پاس سے ہٹ نہ گئے ہوتے تو شاید اس وقت ان کی لاشیں بھی ملبے کے ڈھیر میں دبی پڑی ہوتیں۔

وہ بھیڑ میں ایک ایک کو قریب سے دیکھتا پھر رہا تھا کہ اچانک دو سفید فام غیر ملکی نظر آئے.... انہوں نے گرم سلیپنگ گاؤن پہن رکھے تھے عمران چپ چاپ ان کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔

یہ یقیناً قریب ہی کی کسی عمارت سے آئے تھے سلیپنگ گاؤن میں ملبوس ہونا اس بات پر دلالت کر رہا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا....!" ان میں سے ایک مضطربانہ انداز میں بڑبڑایا۔

"کیا کہا جا سکتا ہے.... اب خاموشی سے دیکھتے رہو....!"

"ہم کیوں نہ اندر جا کر دیکھیں.... شیپرڈ اور یونی میں سے کوئی بھی کسی کے ہاتھ لگ گیا تو اچھا نہ ہو گا۔!"

"میں خطرہ نہیں مول لے سکتا.... بس دیکھتے رہو....!"

"لیکن یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ شیپرڈ نے اس کا غلط استعمال کیا ہو گا۔!"

"سب کچھ ممکن ہے....!" دوسرے نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"پھر ہم کیا کریں....!"

"بس دیکھتے رہو.... اگر ان میں سے کوئی زندہ ہو اور ان کے ہاتھ لگ جائے تو پھر بچاؤ کی تدبیر کریں گے.... یہاں سے بھی بھاگنا پڑے گا۔!"

"آہستہ بولو....!"

دونوں ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے.... لیکن پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔

تقریباً دو گھنٹے کی جدوجہد کے بعد آگ پر قابو پا لیا گیا۔

عمران اس دوران میں انہیں دونوں کے ساتھ ساتھ رہا تھا۔ وہ اب بھی یہیں موجود تھے۔

ایک بار پھر وہ گفتگو کرنے لگے۔

"مشین آئی کہاں سے تھی....!"

"کسے فرصت ہے کہ ایسی باتوں میں سر کھپاتا پھرے۔" دوسرا بولا۔ "بس آئی تھی غالباً جہنم ہی سے آئی ہو گی۔ کاش ہم اس آدمی کو پا سکتے جس کی وجہ سے یہ ساری مصیبتیں آئی ہیں۔!"

عمران شرارت آمیز انداز میں مسکرا کر سر ہلانے لگا۔ وہ اب بھی ان کے پیچھے ہی موجود تھا۔

کچھ وقت اور گزرا.... پھر "لاش لاش" کا شور اٹھا تھا۔

"میرے خدا....!" ایک بڑبڑایا۔ "تم یہیں ٹھہرو میں دیکھ کر آتا ہوں۔!"

"میں بھی چل رہا ہوں....!" دوسرے نے کہا۔

"نہیں.... نہیں.... تم اچھے ایکٹر نہیں ہو.... بے تعلقی ظاہر نہیں کر سکو گے۔ تمہارا یہیں ٹھہرنا مناسب ہے۔!" اس نے کہا اور اپنے ساتھی کو وہیں چھوڑ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

عمران دوسرے کے پیچھے ہی کھڑا رہا.... لوگ کئی لاشوں کا تذکرہ کرتے ہوئے قریب سے گزر رہے تھے۔ ایک آدمی کہہ رہا تھا کتنا زوردار دھماکہ تھا۔ بم ہی کا ہو سکتا ہے۔!

"بھلا ڈاکٹر داراب کی کوٹھی میں بم کا کیا کام....!" کسی نے جواباً کہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دوسرا غیر ملکی واپس آیا.... اس کی سانس پھول رہی تھی۔ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "تینوں ختم ہو گئے۔!"

"تینوں کون....؟" ساتھی نے پوچھا۔

"شیپرڈ.... یونی اور فیلڈ....!"

"فیلڈ.... فیلڈ کیوں....؟ وہ کب تھا وہاں....؟ مطلب یہ کہ اس وقت تو اسے وہاں نہ ہونا چاہئے تھا۔!"

"خدا ہی جانے... میرا خیال ہے اب کھسک چلو یہاں سے.... ڈاکٹر کا اسسٹنٹ بھی مر گیا؟"

"اور.... وہ نیگرو....!"

"کوئی پانچویں لاش میں نے وہاں نہیں دیکھی....!"

پھر وہ بھیڑ سے نکل کر ایک طرف چلنے لگے تھے۔

عمران کافی فاصلے پر ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس لئے اب اس کا امکان نہیں تھا کہ ان کی مزید گفتگو سن سکتا۔

وہ زیادہ دور نہیں گئے تھے.... اس نے انہیں ایک عمارت میں داخل ہوتے دیکھا... اور خود آگے بڑھتا چلا گیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے علاوہ اب اور کوئی چارہ نہیں کہ انہیں یا تو پکڑ پکڑ کر اکٹھا کیا جائے یا انہیں کے ذریعے دوسروں کا بھی پتہ لگایا جائے۔

ان آٹھوں میں سے ایک اس کا قیدی تھا دو ختم ہو چکے تھے.... دو نظر میں تھے اب باقی بچے تین.... انہیں دونوں کے ذریعے ان تک بھی رسائی ہو سکے گی۔ لیکن یہ عورت جو ان کے ساتھ ختم ہوئی یہ تو ان آٹھوں میں نہیں تھی۔ ڈیوڈ نے آٹھ مردوں کا تذکرہ کیا تھا جن میں وہ خود بھی

شامل تھا۔ ان ساتوں کے علاوہ اس نے صرف اس عورت کا تذکرہ کیا تھا جس کی موت کا ذمہ دار خود کو ٹھہراتے ہوئے خودکشی کر لینے کا ارادہ ظاہر کرتا رہتا تھا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جلد از جلد کسی ایسی جگہ پہنچ جانا چاہتا تھا جہاں سے ٹیکسی کر کے رانا پیلس جا سکے کیونکہ بلیک زیرو اب بھی ڈیوڈ سمیت وہیں موجود تھا۔

پھر شاید بیس منٹ بعد وہ رانا پیلس میں داخل ہو رہا تھا۔ چوکیدار نے پوری طرح اطمینان کئے بغیر کہ وہ عمران ہی ہے پھاٹک نہیں کھولا تھا۔۔۔ بلیک زیرو کو اس نے ان دونوں غیر ملکیوں کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

”اس عمارت کی نگرانی بیس منٹ کے اندر اندر ہی شروع کرا دو۔۔۔!“

”بہت بہتر۔۔۔ میرے پاس بھی آپ کے لئے ایک اطلاع ہے۔۔۔ ڈاکٹر داراب کا اسسٹنٹ ابھی مرا نہیں ہے۔۔۔ اسے ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔!“

”مرے یا نہ مرے۔۔۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ وہ صرف ایک سیاہ فام آدمی کے بارے میں پولیس کو کچھ بتا سکے گا۔۔۔ شہر میں بے شمار نیگرو آباد ہیں خیر تم ڈیوڈ کو یہاں لاؤ۔!“

”بہت زیادہ پی گیا تھا۔۔۔ ہوش میں نہیں ہے۔!“

”میں نے تم سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم یہاں بار کھول کر بیٹھ جاؤ۔۔۔!“

”بس غلطی ہو گئی۔۔۔ وہ کمبخت کھڑکی سے باہر جھانکنے کی بھی ہمت نہیں رکھتا لیکن اندر ہی اندر پوری عمارت میں چکراتا پھرتا ہے۔۔۔ کسی طرح ذخیرے پر نظر پڑ گئی میری لاعلمی میں پیتا رہا ہے۔!“

”ذخیرے کو تہ خانے میں منتقل کر دو سمجھے۔۔۔!“ عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔ ”ورنہ۔۔۔!“

”بہت بہتر ہے۔۔۔ اب میں آپ کی ہدایات دوسرے لوگوں تک پہنچا دوں۔۔۔!“ بلیک زیرو جلدی سے اٹھتا ہوا بولا۔

”ضرور پہنچا دو۔۔۔ واپسی میں میرا ستار بھی اٹھاتے لانا۔۔۔!“

بلیک زیرو مسکراتا ہوا چلا گیا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو سچ مچ اس کے ہاتھ میں ستار تھا۔

”اب تم یہاں بیٹھ کر ستار بجاؤ۔۔۔!“ عمران نے اس سے کہا۔ ”میں کچھ دیر اپنے کمرے میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔!“

بلیک زیرو منہ دیکھتا رہ گیا۔۔۔ وہ سمجھا تھا شاید ستار سے گوبھی کے کھیت برآمد ہوں گے۔

عمران اُسے وہیں چھوڑ کر اس کمرے میں آیا جہاں اپنی رہائش کے دوران میں سویا کرتا تھا۔ دروازہ بند کر کے اوور کوٹ اتارا۔۔۔ اور جیب سے وہ ٹرانس میٹر ریڈیو سیٹ نکالا۔۔۔ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔

پھر اسے کھول ڈالا۔۔۔ اس کے میکنزم کو سمجھنے کی کوشش کی۔۔۔ بالآخر اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ مجموعی طور پر معمولی سا ریڈیو بھی ہے۔۔۔ ٹرانس میٹر بھی ہے اور وائر ریکارڈر بھی ہے۔ اس نے اس میں سے دو چھوٹی چھوٹی چرخیاں نکالیں۔۔۔ یہ خالی تھیں۔۔۔ اب اس نے جیب سے وہی پیکٹ نکالا جو اس سارے فساد کی جڑ تھا۔ پیکٹ سے تار کی لچھی نکال کر اسے ایک چرخی میں لپیٹنے لگا۔ جب دوسرے سرے کے قریب پہنچا تو اسے دوسری چرخی میں پھنسا کر دونوں چرخیاں اسی جگہ فٹ کر دیں جہاں سے نکالی تھیں۔ اسے یقین تھا کہ تجربہ ناکام نہیں ہو گا۔ اپنی دانست میں آج وہ ایسا ریکارڈر حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا جس پر وہ تار کارآمد ثابت ہو سکتا۔

اس تار کے سلسلے میں ان لوگوں کی اس اچھل کود نے اس پر نہ صرف اس کی اہمیت کو واضح کر دیا تھا بلکہ اس کی نوعیت کا اندازہ بھی ہو گیا تھا۔

فیاض کی کہانی سنتے ہی اس نے سوچا تھا کہ تار ریکارڈ کیا ہوا ہو سکتا تھا اس کے علاوہ اس کی اور کوئی حیثیت نہیں۔۔۔ لیکن دانش منزل کے آپریشن روم کے وائر ریکارڈ پر وہ تار بے مصرف ثابت ہوا تھا۔ پھر وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ یقیناً کسی مخصوص بناوٹ کے ریکارڈر ہی پر چل سکے گا۔ لہٰذا آج جب انہیں لوگوں کے پاس سے برآمد ہونے والا ٹرانس میٹر ریڈیو سیٹ وائر ریکارڈر بھی نکلا تو اس تار کی طرف خیال جانا لازمی تھا۔

اس مختصر سی مشین میں کئی سوئچ تھے عمران انہیں یکے بعد دیگرے آزماتا رہا۔ آخرکار ایک سوئچ کا استعمال ان چرخیوں کو حرکت میں لانے کا موجب بن ہی گیا اور اسپیکر سے آواز آئی۔

”مہمل کوڈ۔۔۔ لاسٹ لیٹر۔۔۔ چیف پورٹ۔۔۔ پی۔۔۔ او۔۔۔ بی۔۔۔ این تھری سکس ایٹ فائیو۔۔۔ پرومی ننٹ ڈیلی۔۔۔ پبلسٹی۔۔۔!“ پھر خالی تار کی گھر گھر سنائی دیتی رہی۔ چرخیاں چلتی رہیں۔ آخرکار ایک چرخی خالی ہو گئی اس میں سے تار کا سرا نکل کر دوسری چرخی میں لپٹتا چلا گیا۔

عمران نے سوئچ آف کر کے طویل سانس لی۔۔۔ اور پر معنی انداز میں سر ہلاتا رہا۔

دفعتاً اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھا کر جوزف کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کئے یہ نمبر اسے اوٹو ویلانی سے اس ہدایت کے ساتھ ملے تھے کہ عمران اسے رنگ کرے۔

کچھ دیر بعد دوسری طرف سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔ "ہیلو....!"

"ہلو پروفیسر....!" عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"کون ہے....؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"عمران....!"

"اوہ........ ہلو ہاؤ ڈو یو ڈو....!"

"او کے.... تھینکس.... پروفیسر میں جوزف کی ہدایت کے مطابق تمہیں فون کر رہا ہوں۔!"

"ٹھیک ہے.... تم نے بروقت رابطہ قائم کیا.... میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میرے علم کے مطابق آئندہ چوبیس گھنٹے بہت سخت ہیں۔!"

"صرف چوبیس گھنٹے....!"

"بلاشبہ.... تم موت سے بھی ہمکنار ہو سکتے ہو....!"

"یہ تو سچ مچ بُری خبر ہے.... ابھی کچھ ہی دیر پہلے میں نے جوزف کو موت کے منہ سے بچایا ہے.... اس کے علاوہ اور سب کچھ غارت ہو گیا۔!"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو....؟"

"تم نے یا تمہاری سیکریٹری نے اس سے کسی ایسے آدمی کا تذکرہ کیا تھا جس کی پیشانی پر بچھو کی شکل کا داغ ہے۔!"

"ہاں.... ہاں....!"

"اس نے اسے کہیں دیکھ پایا اور اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ پھر سرے سے غائب ہو گیا۔ مجھے اطلاع ملی میں اس کی تلاش میں نکلا اور بالآخر ڈھونڈ نکالا....!"

"پھر کیا ہوا....؟"

"کہہ تو رہا ہوں کہ بچھو کے ساتھ ایک عورت اور ایک مرد بھی گئے.... سب کچھ تباہ ہو گیا.... اس کی زندگی خطرے میں ہے جسے انہوں نے آلہ کار بنایا ہے اور بے حیا جوزف اس وقت بھی میرے فلیٹ میں بیٹھا اپنی بوتلوں سے شغل کر رہا ہے۔!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"پروفیسر میں بے حد خائف ہوں.... اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کی چیز کس رح واپس کر کے اپنا پیچھا چھڑاؤں....!"

"بس واپس کر دو....!"

"کس کو واپس کروں....؟ میں نہیں جانتا کہ وہ لوگ کون ہیں اور کہاں ملیں گے جو ہاتھ ے بھی تھے وہ جوزف کی سخت جانی کی وجہ سے ہاتھ سے نکل بھی گئے اور اب میں بیٹھا ہاتھ مل ہا ہوں۔ اب عزت تمہارے ہی ہاتھ ہے۔!"

"بھلا میں کیا کر سکوں گا....؟"

"تم نے اپنی روحانی قوت سے اسے نہ صرف کھینچ بلایا تھا بلکہ سزا کے طور پر اسے ایک عدد بچھو بھی عطا کر دیا تھا۔ کیا میرے لئے ایسا نہیں کر سکو گے۔!"

"ممکن تو ہے.... لیکن مجھے اپنی روحانی قوت صرف کرنا پڑے گی اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے یہ سب کچھ شوقیہ نہیں اختیار کیا بلکہ پیشہ بھی یہی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں تمہیں اس کی قیمت بھی ادا کرنی پڑے گی۔!"

"میں تیار ہوں.... رقم بتاؤ....!"

"دو ہزار روپے....!"

"جان بچانے کے لئے یہ کچھ بھی نہیں ہے بس اتنا ہو گا کہ مجھے اپنی گاڑی اونے پونے فروخت کر دینی پڑے گی۔ خیر کوئی مضائقہ نہیں۔!"

"اچھی بات ہے.... وہ چیز تم خود ہی مجھ تک پہنچا جاؤ....!"

"لیکن تم یقین کیسے کر لو گے کہ یہ وہی چیز ہے۔!"

"یہاں بھی میرا علم کام آئے گا....!"

"اچھا تو سنو وہ تار کا ایک بے حقیقت ٹکڑا ہے....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"تار کا ٹکڑا.... نہ سونے کا ہے اور نہ چاندی کا.... لیکن وہ لوگ اس کے لئے پاگل ہوئے جا رہے ہیں.... میرا جانور ہے لگڑ بگھا.... اب بتاؤ میری قسمت کا حال....!"

"سخت دشواریوں میں پڑنے والے ہو.... کیا تم سچ کہہ رہے ہو کہ وہ تاروں کا ایک بے حقیقت ٹکڑا ہے۔!"

"ہاں پروفیسر....!"

"لیکن تمہیں ہو کیا گیا تھا.... تم اس بے وقعت تار کے ٹکڑے کے لئے اتنے دنوں تک اپنی زندگی خطرے میں ڈالے رہے۔"

"میرا خیال تھا کہ اس تار میں کوئی راز پوشیدہ ہے....!"

"تار میں راز....!"

"ہاں میری دانست میں وہ ریکارڈ کیا ہوا تار تھا.... لیکن میں نے اُسے ایک وائر ریکارڈر پر بھی چلا کر دیکھا.... اور میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا.... میں اب تک اسی ادھیڑ بن میں پڑا ہوا ہوں کہ وہ آخر ہے کیا بلا جس کے لئے ان لوگوں نے سر دھڑ کی بازی لگا دی ہے۔!"

"تو کیا تم اس کا جواب مجھ سے چاہتے ہو....!"

"یقیناً پروفیسر.... کیا تمہاری روحانی قوت....!"

"ذرا ٹھہرو.... مجھے یہ قوت محض اسی بناء پر حاصل ہو سکی ہے کہ میں اس قوت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی خواہش نہیں رکھتا۔ ایک کے راز دوسرے پر ظاہر کرنا میرے لئے خودکشی کے مترادف ہوگا۔ اچھے لڑکے مجھ سے میری صلاحیت چھن جائے گی۔ اگر میں نے ایسا کیا....!"

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا.... پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔ "خیر تم مجھے بتاؤ کہ اس سے کس طرح چھٹکارا حاصل کروں....!"

"مجھے سوچنا پڑے گا اچھے لڑکے.... تم صبح اس سلسلے میں مجھ سے گفتگو کرنا....!"

"لیکن پروفیسر.... اگر وہ پھر جوزف کو پکڑ لے گئے تو....!"

"میں انہیں فنا کر دوں گا اگر انہوں نے ایسا کیا....!" دوسری طرف سے پروفیسر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"میں مطمئن نہیں ہوں.... ویسے اس بیچارے کو قطعی نہیں معلوم کہ میں کہاں پایا جاتا ہوں۔!"

"اگر وہ جانتا بھی ہو تو ہرگز نہیں بتائے گا.... یہ نسل کتوں کی نسل سے بھی زیادہ وفادار ہوتی ہے۔!" ویلانی کی آواز آئی.... "خیر اب مجھے اجازت دو.... میں عبادت کر رہا تھا.... صبح مجھے

پر رنگ کرنا....!"

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر عمران نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

گھر پہنچ کر جوزف نے اپنی بوتلیں سنبھالیں اور پالتھی مار کر فرش پر بیٹھ گیا۔ سلیمان پاس ہی کھڑا اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

دفعتاً اس نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

"صاحب کا حکم بجالانے کہاں تشریف لے گئے تھے۔!"

"تشریف.... نہیں بابا.... ہم اکیلا گیا تھا....!"

"وفادار ٹھہرے.... حکم بجالائے تھے۔!"

"چوپ راؤ... سالا.... شوربا اُبالو.... آلو چھیلو.... تم ہمارا بات کیا جانے.... ہم نیزہ چلاتا... ہم رائفل چلاتا.... ہم دشمن کا پیٹ پھاڑتا.... بھاگو.... آلو چھیلو.... سالا والا....!"

"دیکھ بے ہم سے اوندھی سیدھی بات نہ کرنا....!"

"بھاگ جاؤ....!" جوزف ہاتھ جھٹک کر بولا۔

"کرلو کچھ دیر عیش.... جہاں صاحب کی شادی ہوئی....!"

"صاحب کی شادی....!" جوزف نے حلق پھاڑ کر قہقہہ لگایا۔

"ابے ہاں....!"

"صاحب کے باپ کا بھی نہیں ہو سکتا۔!" جوزف نے دفعتاً غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں کراؤں گا.... میں....!" سلیمان اپنا سینہ ٹھونک کر بولا۔

"توم کارائے گا....!" جوزف جھومتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی.... سلیمان نے لپک کر ریسیور اٹھایا لیکن پھر بُرا سامنہ بنائے ہوئے جوزف کی طرف مڑا۔

"تیری کال ہے....!"

جوزف جھومتا ہوا فون کی طرف بڑھا.... اس وقت اسے سچ مچ نشہ ہو گیا تھا۔ بے تحاشہ پی لی تھی۔

فون پر دوسری طرف عمران تھا.... جوزف نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"ہام.... ہام.... میں خیریت سے گھر پہنچ.... ہچ.... گیا ہوں.... ہچ.... مگر تم مجھے ہچ.... یہ بتاؤ.... کہ کیا تم.... ہچ.... اس حرام زادے کے کہنے سے شادی کرلو گے.... ہچ....!"

"کیا بک رہا ہے....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "اوہ کمبخت میں سمجھ گیا تو مربھکوں کی طرح شراب پر گرا ہو گا۔!"

"میری بات کا جواب دو باس....!" جوزف بائیں مٹھی بھینچ کر ماؤتھ پیس میں چیخا۔

"ہاں میں اس حرام زادے کے کہنے سے شادی کرلوں گا۔!"

"میرے خدا....!" جوزف کی آواز گلوگیر ہو گئی۔ "باس یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔!" پھر وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ سلیمان نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ریسیور لے لیا.... اور عمران کو مخاطب کر کے بولا۔ "اب سنبھالئے.... آکر سالا بہک گیا ہے۔ ساری رات سونے تھوڑا ہی دے گا۔ پڑوس والے پُرسے کے لئے آہی رہے ہوں گے۔!"

"او مردود.... یہ کیا ہو رہا ہے....؟" عمران نے غصیلی آواز میں کہا۔

"اب میں بھی رونے جارہا ہوں!" سلیمان نے کہا اور جوزف کے رونے کی نقل اتارنے لگا۔

"خدا غارت کرے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔!